عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۲۹

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اہل سنت والجماعت کے عقائد

عقائد کی درستگی کے بغیر
صراط مستقیم پر چلنا محال ہے
ایک مسلمان کے صحیح عقائد کیا ہونے چاہئیں؟
اس سوال کا جواب
اندرونی صفحات پر موجود ہے۔
پرچہ کھول کر پڑھیں اور
عقائد درست کریں

میں نے دو مذہب چھوڑ کر اسلام یوں قبول کیا؟

ابق مہا مہنت اور موجودہ ڈاکٹر
اسلام الحق کے تاثرات

ادیانیت

گریز کا خود کاشتہ پودا

مرزا طاہر کی بیوی کی جہنم روانگی

خوشنویس

گھریلو نسخے

از: اسحاق حسینی

سر کا درد

اگر آپ کو درد سر کی شکایت رہتی ہے تو روئی کو لیموں کے عرق میں ڈبو لیجئے اور پھر اپنی پیشانی پر ملیے درد سر ختم ہو جائے گا

دہکتے ہوئے کوئلے لیجئے اور ان کے اوپر تھوڑی سی شکر ڈال لیجئے، درد سر اس کے دھوئیں سے بہت جلد ختم ہو جائے گا۔

آنکھوں کا درد

اگر آپ کی آنکھوں میں درد ہو تو روئی کا پھاہا لیں۔ لیکن خیال رہے کہ روئی صاف ستھری ہو۔ روئی کے پھاہے کو گرم دودھ میں ڈبو کر آنکھوں کے آس پاس ٹکور کریں۔ بہت جلد آنکھوں کا درد دور ہو جائے گا۔

آنکھوں میں خالص شہد کی چند بوندیں ٹپکائیں اور پھر پندرہ بیس منٹ کے بعد اپنی آنکھوں کو پانی سے دھو ڈالیں آنکھوں کا درد دور ہو جائے گا۔

دانت کا درد

اگر آپ کے دانت میں درد ہے تو ایک لہسن کا عرق نکال لیں اور اس کو روئی کے پھاہے کے ذریعہ متاثرہ دانت یا داڑھ پر لگائیں بہت جلد درد ختم ہو جائیگا۔

کان کا درد

اگر آپ کے کان میں درد ہے تو گیندے کے پتیوں کا عرق نکال لیجئے اس میں نمک ملا کر نیم گرم کر کے کان میں ڈالیں درد جاتا رہے گا۔

ہونٹوں کا پھٹنا

تربوز کے بیج لیں اور اس میں مناسب مقدار میں پانی ملا کر پیس لیں۔ رات کو اسے ہونٹوں پر لیپ کریں اور صبح گرم پانی سے دھو دیں۔ بہت جلد پھٹے ہوئے ہونٹ درست ہو جائیں گے۔

منہ کے چھالے

اگر آپ کے منہ میں چھالے ہو گئے ہیں تو اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تھوڑا سا کافور اور کتھ لیجئے ان دونوں کو پیس کر دن میں چار یا پانچ مرتبہ ان چھالوں پر لگائیے پہلے دن ہی افاقہ ہو گا۔

ہرا دھنیا کے پتے کا عرق نکال کر چھالوں پر لگائیے۔ یقیناً آرام ملے گا۔

بالوں کی خشکی

اگر آپ کے سر میں خشکی رہتی ہے تو ناریل کے روغن میں تھوڑا سا لیموں کا عرق ملا لیجئے اور اسے سر پر مالش کریں صرف چند روز کے استعمال سے سر کے بالوں کی خشکی دور ہو جائے گی۔

بال چمکدار بنائیے

اگر آپ کے بال چمکدار نہیں ہیں تو ایک کاغذی لیموں کا رس نچوڑ کر اسے تیل کی طرح سر میں ملیے اور کچھ دیر یوں ہی رہنے دیجئے، پھر نیم گرم پانی سے سر دھو لیجئے چند ہی دن میں بال چمکدار ہونا شروع ہو جائیں گے۔

چہرے کے دانے

اگر آپ کے چہرے پر دانے وغیرہ ہیں تو چند کالی مرچیں لے لیں اور انہیں صندل کی مانند رگڑ کر چہرے پر لیپ کیجئے چند روز میں چہرے کے دانے ختم ہو جائیں گے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے گوہر نایاب

(۱) گناہ جو شخص بھی کرتا ہے برا ہے مگر عالم کا گناہ زیادہ برا ہے کیونکہ علم شیطان مردود سے لڑنے کا ہتھیار ہے اور ظاہر ہے کہ اگر مسلح شخص گرفتار ہو جائے تو زیادہ بے عزتی ہے کہ ہتھیاروں کے باوجود دشمنوں سے نہ بچ سکا یا دشمنوں کو زیر نہ کر سکا جاہل اندھے کی طرح ہے وہ راستے سے بھٹک جائے تو اسے معذور سمجھنا چاہیئے مگر گمراہ عالم پر افسوس کہ آنکھیں تھیں پھر بھی کنوئیں میں گر گیا۔

(۲) سختی کی جگہ نرمی کرنا بھی برا ہے۔ اونٹ ایسا حلیم جانور ہے کہ اگر ذرا سا بچہ بھی اس کی نکیل تھامے تو اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہے گا لیکن اگر وہ اسے کسی خوفناک گھاٹی میں لے جانا چاہے تو وہ ہرگز قدم نہیں اٹھائے گا دشمن کے ساتھ بے موقع نرمی کرنا اسے دلیر بنانا ہے جو شخص تیرے ساتھ عاجزی سے پیش آئے اس کی خاک پا بن جا مگر بدمعاش بدتمیزوں کے ساتھ سختی سے پیش آ زنگ آلود لوہا پانی کی دھار سے صاف نہیں ہوتا بلکہ ریتی کی رگڑ سے ہی اس کا زنگ اترتا ہے۔

(۳) بے مروت عورتوں سے بدتر ہے اور دنیا کی طمع کرنے والا عابد ڈاکو ہے وہ زاہد جس نے دکھاوے کی خاطر اپنا اونچا پاجامہ اور چھوٹی آستین والی قمیض پہن رکھی ہے اسے بتلاؤ کہ لالچ کا ہاتھ اس قدر نہ بڑھ جائے آستین خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

(۴) بادشاہ کو نصیحت کرنا اس مرد خدا کا کام ہے جسے دولت کا لالچ نہ ہو اور نہ مرنے کا خوف اللہ والوں کی گردن پر تلوار بھی رکھ دی جائے تو انہیں خوف و ہراس نہیں ہوتا۔

(۵) جھوٹ بولنے کا اثر گہرے زخم کا سا ہے کہ بھر جانے کے بعد نشان باقی رہ جاتا ہے جھوٹا اگر سچ بولنے لگے مگر لوگوں کو اس کا اعتبار نہیں رہتا برادران یوسفؑ نے اپنے باپ سے ایک مرتبہ جھوٹ بولا تھا پھر سچ بھی بولتے تھے تو حضرت یعقوبؑ کو ان پر اعتماد نہ ہوتا۔

(۶) جو عقل مندوں کی نصیحت نہیں سنتا اسے بے وقوفوں کی ملامت سننی پڑتی ہے۔

(۷) وہ انسان جس سے ایک عرصے سے دوستی چلی آتی ہو اسے ذرا سی بات پر رنجیدہ کرنا مناسب نہیں آفتاب کی گرمی سے ہزاروں سال میں ایک لعل تیار ہوتا ہے اسے بے تامل پتھر سے توڑ ڈالنا ظلم ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | بتاریخ ۱۱ تا ۱۷ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ مئی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۴۹

مدیر مسئول ـــ عبد الرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ گھریلو نسخے ــــ ۲
۲۔ شیخ سعدیؒ کے گوہر نایاب ــــ ۲
۳۔ نعت شریف ــــ ۴
۴۔ مرزا طاہر کی بیوی کی جہنم روانگی (اداریہ) ــــ ۵
۵۔ مولانا اسعد تھانوی کا معذرت نامہ ــــ ۶
۶۔ اہلسنت والجماعت کے عقائد ــــ ۷
۷۔ ڈاکٹر اسلام الحق سے انٹرویو ــــ ۹
۸۔ حضرت بلال رضؓ ــــ ۱۳
۹۔ داستان از طلا ــــ ۱۴
۱۰۔ تحریک آزادی کشمیر ــــ ۱۶
۱۱۔ انگریز کا خود کاشتہ پودا ــــ ۱۸
۱۲۔ مکتوب فیصل آباد ــــ ۲۵
۱۳۔ مرزا طاہر کے نام کھلا انتباہ ــــ ۲۶

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 7760337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــ ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۴۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبد الرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۱۰۳ نیو ٹاؤن کراچی

نعت شریف

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

کہاں میں اور کہاں نعت شہِ محبوب سبحانی
نہ میں حافظ، نہ میں سعدی، نہ میں رومی نہ خاقانی

خداوند! تو ہی کہلا دے ایسی نعت نورانی
بنے جو باعث خوشنودیٔ محبوب سبحانی

انہیں کے خلق کی تعریف ہیں آیات قرآنی
وہی یٰسین وہی طٰہٰ وہی ہیں ظلِ رحمانی

امین و صادق و مشفق، کریم و حق نوا، حق ہیں
سبھی اوصاف میں یکتا ہیں وہ محبوب سبحانی

ہزاروں انبیاء میں ان کو تھی کچھ تو خصوصیت
ہوئی حاصل انہیں کو صرف جو معراج جسمانی

کوئی اک وصف ہو بے مثل ان کا تو کہا جائے
خدا شاہد ہے ان کی ساری شخصیت ہے لاثانی

نظر جب حشر میں ان پر پڑے گی اہل ایماں کی
پکار اٹھیں گے سب یہ شکل تو ہے جانی پہچانی

اگر ہے دعویٔ عشق نبی تو پھر یہ لازم ہے
نہ ہٹنے پائے سنت سے قدم تا حد امکانی

یہ چیزیں ہیں "ملک" میں ملتی رہیں تو پھر ہمیں کیا غم
مدینے کی کھجوریں، چشمۂ زمزم کا کچھ پانی

خدا کی یاد اور ذکر نبیؐ کرتے رہو ہر دم
کہ ان کے نام ہی سے دور ہوتی ہے پریشانی

طفیلِ بے نوا کی بھی ذرا سن لیجئے آقا
کبھی اس پر بھی ہو جائے خصوصی فیضِ روحانی

مرزا طاہر کی بیوی کی جہنم روانگی

کیا وہاں بھی کوئی بہشتی مقبرہ بنے گا؟

ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوا ہم قادیانی اخبار الفضل ربوہ کے صفحہ اول پر شائع ہونے والے پریس نوٹ پڑھتے رہتے تھے۔
وہ پریس نوٹ قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کی بیوی کی صحت کے بارے میں خصوصی رپورٹوں پر مشتمل ہوتے تھے اور ان میں جملہ قادیانیوں سے اس کی صحت یابی کے لئے دعاؤں کی اپیل کی جاتی تھی۔ مرزا طاہر سمیت تمام قادیانی اس کے لئے دعاؤں میں لگے رہے پیشانیاں رگڑ رگڑ کر دعائیں کیں پھر بھی وہ سوئے جہنم روانہ ہو گئی۔
پنجابی کی مشہور کہاوت ہے کہ :-
دشمن مرے تے خوشی نہ کریے سجناں بھی مر جانا۔
ہم کسی کی موت پر خوش نہیں یہ ایسا معاملہ ہے جو ہر ایک کے ساتھ پیش آتا ہے لیکن ہم جو بات کہنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کا یہ دعویٰ ہے کہ :-

۱۔ وہ مامور من اللہ ہے یعنی اسے اللہ نے مقرر کیا ہے۔

۲۔ وہ خدا کی زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے۔

۳۔ اس کے پاس دعاؤں کا مؤثر ہتھیار ہے اور اس کی دعائیں رد نہیں جاتیں۔

۴۔ اسی لئے تمام قادیانی اپنی ضرورتیں اور حاجتیں پوری کرانے کے لئے اسے دعاؤں کے خطوط لکھتے ہیں۔

۵۔ قادیانی جماعت میں دعاؤں کا ایک باقاعدہ شعبہ قائم ہے جس کی معرفت مرزا طاہر کو خطوط آتے ہیں۔ مرزا طاہر ان کے لئے دعائیں کرتا ہے اور پھر اس حاجت مند کو جواب دیا جاتا ہے کہ آپ کا خط ملا اور حضرت صاحب نے آپ کے لئے خصوصی دعا کی۔

۶۔ مرزا طاہر بار بار یہ تلقین کرتا رہتا ہے کہ ہم سب دعاؤں کا مؤثر ہتھیار استعمال کریں۔

جب سے مرزا طاہر کی بیوی بیمار ہوئی اس وقت سے نہ صرف مرزا طاہر بلکہ تمام قادیانی دعائیں کرتے رہے لیکن قادیانیوں کا یہ ہتھیار کارگر ثابت نہ ہو سکا نہ ہی مامور من اللہ ہونے کے دعویدار مرزا طاہر بھگوڑے کی دعائیں رنگ لا سکیں اور مرزا طاہر کی بیوی کافی عرصہ بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر چل بسی۔
ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم مامور من اللہ اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ ہمارے پاس دعاؤں کا مؤثر ہتھیار ہے اور ہم مستجاب الدعوات ہیں دوسری طرف یہ حالت کہ تمام قادیانی اور ان کا بھگوڑا پیشوا تمام تر دعووں اور دعاؤں کے باوجود اسے موت کے آہنی پنجوں سے نہ بچا سکے۔ یہ بات ہم مانتے ہیں کہ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت کے مطابق ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہر آدمی کا وقت بھی مقرر ہے لیکن مرزا طاہر جو دعوے کرتا ہے اور قادیانی اسے جو سمجھتے ہیں اسے پڑھنے کے بعد تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے خدا نے زندگی۔ موت۔ نفع ونقصان اور ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے تمام اختیارات اسی کو ملے ہوئے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

قادیانی اگر ان کے دعووں اور ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے پھر بھی ارتداد و زندیقیت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور قادیان کی رائل فیملی کے چنگل سے نکلنے کی کوشش نہیں کرتے تو دنیا میں ان جیسا پاگل بھی کوئی نہ ہوگا۔

یہاں ایک بات کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے لوگوں سے چندہ بٹورنے کے لئے بہشتی مقبرہ کے نام سے ایک قطعہ زمین مخصوص کیا تھا پہلے قادیان میں کیا جو اب بھی ہے اس قطعۂ زمین کو جنت کے قطعوں میں سے ایک قطعہ سمجھا جاتا ہے جس کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ اس میں دفن ہونے کی آرزو بڑے بڑے انبیاء نے کی۔ مرزا قادیانی بہشتی مقبرہ قائم کرکے جہنم واصل ہوگیا ملک تقسیم ہوا تو قادیانیوں نے ضلع جھنگ ربوہ میں بہشتی مقبرہ قائم کر دیا اس میں دفن ہونے کے لئے جائداد کا ⅒ حصہ ادا کرنا پڑتا ہے مرزا قادیانی کی وصیت کے مطابق خاندان مرزا کو اس سے مستثنیٰ رکھا ہے۔ بہر حال قادیان کی رائل فیملی کی بہشتی مقبرہ کے نام پر خوب چاندی ہوئی بہت کمایا اور خوب عیاشیاں کیں۔

اب ان کا پیشوا مرزا طاہر لندن بھاگ گیا ہے اور اس نے وہاں ایک نیا شہر آباد کیا ہے اگرچہ اعلان سامنے نہیں آیا تاہم مرزا طاہر کی بیوی کا وہاں دفن ہونا اشارہ دیتا ہے کہ وہاں بھی قادیان اور ربوہ کی طرح بہشتی مقبرہ بن سکتا ہے جس کا ثبوت مرزا طاہر کی بیوی کا وہاں دفن ہونا ہے۔

اگر یہ تیسرا بہشتی مقبرہ بن گیا تو کمائی کا خاصا ذریعہ ثابت ہوسکتا ہے۔

یہاں ایک بات ہم حکومت کے علم میں لانا ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ قادیانی اخبار الفضل میں مرزا طاہر کی بیوی کے بارے میں جو رپورٹیں شائع ہوتی رہی ہیں ان میں مرزا طاہر کی بیوی کو "امام جماعت احمدیہ کی حرم محترم" لکھا جاتا رہا ہے جبکہ حرم بیت اللہ شریف کو کہا جاتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
بجوم خلق سے ارض حرم ہے!!

اس شعر میں قادیاں کی منحوس بستی کو ارض حرم کہا گیا ہے جو حرم شریف کی توہین ہے بلکہ مرزا طاہر کی بیوی کے بارے میں جو رپورٹیں الفضل میں شائع ہوتی رہیں ان میں مرزا طاہر کی بیوی کو مرحومہ نہ صرف یہ کہ ... اسے حرم قرار دے کر حرم شریف یعنی بیت اللہ شریف کی سراسر توہین کا ارتکاب کیا گیا یہ ایک اشتعال انگیز اور دلآزار حرکت ہے۔

نامعلوم یہ رپورٹیں محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے اہل کاروں کی نظروں سے گذری ہیں یا نہیں؟ اگر گذری ہیں تو قادیانی اخبار کا نوٹس نہ لینا فکر کی بہت بڑی زیادتی ہے اور اس صورت میں اخبار کے خلاف فوری نوٹس لینا چاہیئے تھا۔ ہم حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانی اخبار کی مسلسل اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے اخبار کو فوراً بند کرے ورنہ حرم شریف کی توہین کے جرم میں الفضل کے ایڈیٹر اور دوسرے ذمہ دار عملہ کو فوراً گرفتار کرکے قرار واقعی سزا دے۔

جامع مسجد باب الرحمت اور مرکز ختم نبوت کی تعمیر مکمل ہونے پر تقریب میں

عدم شرکت پر سینیٹر مولانا سمیع الحق صاحب کا معذرت نامہ

محترمی و مکرمی جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب مدظلہٗ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جامع مسجد باب الرحمت تقریب تعمیر کا دعوت نامہ موجب صد عزو افتخار بنا افسوس کہ ان ایام میں پہلے سے طے شدہ پروگراموں کی وجہ سے شرکت سے معذور رہا مگر روحانی اور دلی مسرت میں آپ اور آپ کے مجلس کے ہر مرحلہ پر دل و جان سے شریک رہتا ہوں کہ آپ ایک مقدس مشن میں لگے ہوئے ہیں۔

دایہ کم اللہ تعالیٰ دلی مبارک باد پیش ہے اور شریک نہ ہونے کی معذرت اور باامید قبول پیش ہے حضرت اقدس مولانا مدظلہ کے خدمت بصد تسلیمات و تبریکات و استدعاء دعوات پیش فرمادیں۔ والسلام۔

بجناب حضرت مولانا اسعد تھانوی صاحب کا معذرت نامہ

محترم جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بحمداللہ بعافیت ہوں گے۔ جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) کی تعمیر جدید اور تکمیل پر تقریب دعا کا دعوت نامہ موصول ہوا اس یادآوری پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس تعمیر پر میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیں۔ میں اس باوقار تقریب میں ضرور شرکت کرتا لیکن ان دنوں میں سکھر میں تھا امید ہے میری معذرت قبول فرمائیں گے۔

اسعد تھانوی

اہل السنۃ والجماعۃ کے امتیازی عقائد

ترتیب مولانا سید سلمان احمد عباسی، ٹوبہ ٹیک سنگھ

توحید

لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں، خالق، مالک، رب، رزاق، عالم الغیب والشہادۃ، حاضر و ناظر، حاجت روا، مشکل کشا، غائبانہ مدد کرنے والا، فریاد رس اللہ کے سوا کوئی نہیں وہ ہر کمزوری سے پاک، ہر عیب اور ہر نقص سے برتر اور منزہ ہے۔ سب کچھ اللہ سے ہوتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہیں ہوتا۔ مخلوق اور اسباب کے ذریعہ جو کچھ ہوتا ہوا نظر آیا ہے وہ بھی اللہ ہی سے ہوتا ہے۔

ختم نبوت

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الہاشمی المکی المدنی اللہ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں آپ ہر گناہ سے پاک اور آخری معصوم ہیں۔ تمام مکلفین جن و انس کی نجات اخروی آپ پر ایمان لانے میں منحصر ہے آپ کے بعد کسی کا ہر دو ظاہری و باطنی، تشریعی و غیر تشریعی نہیں جس پر ایمان لانا ضروری ہو۔ آپ کے بعد کسی کے کشف والہام کو ماننا فرض نہیں۔ نہ کسی کے کشف والہام کی یہ حیثیت ہے کہ اس کو ماننے یا نہ ماننے پر کفر و اسلام کا دارومدار ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کا وہ علم عطا کیا گیا جو اللہ نے چاہا۔ کروڑوں غیبی امور کی آپ کو خبر دی گئی آپ کا علم تمام مخلوقات کے علم سے زیادہ ہے۔ بایں ہمہ مجد و شرف آپ کا علم محدود اور عطائی ہے اللہ تعالیٰ کا علم محیط، غیر محدود اور ذاتی ہے۔

قیامت

قیامت کے وقت خاص کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں نہ کسی مقرب فرشتہ کو نہ کسی نبی اور رسول کو۔ البتہ قرآن و حدیث میں قرب قیامت کی بہت سی چھوٹی بڑی نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں: حضرت مہدی کی ولادت، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا آسمان سے نزول، دجال کا خروج حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دجال کو لُد کے مقام پر قتل کرنا، یاجوج ماجوج کا خروج، دابۃ الارض کا ظہور اور آفتاب کا مغرب سے طلوع۔ حضرت عیسیٰ بن مریم سے وہی مسیح علیہ السلام مراد ہیں جو بقدرت الٰہی کنواری مریم کے بطن سے کسی مرد کے ساتھ جنسی تعلق کے بغیر پیدا ہوئے یہودی جن کو نہ قتل کر سکے نہ سولی چڑھا سکے۔ نہ ان کو طبعی موت آئی بلکہ بجسدہ الشریف زندہ آسمانوں پر اٹھا لیے گئے۔ آپ قیامت سے پہلے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی سفید مینار پر نزول فرمائیں گے۔ آپ پوری دنیا پر اسلامی حکومت قائم فرمائیں گے، اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ پھر وفات پا کر مدینہ طیبہ میں روضۂ نبوی میں مدفون ہوں گے۔

قرآن مجید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو قیامت تک کے تمام جن و انس کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی ہے "الحمد" سے لے کر "الناس" تک اسی موجودہ ترتیب کے ساتھ لوح محفوظ میں مکتوب ہے اصلی قرآن مجید یہی ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ اہل السنت والجماعت کے سینوں میں محفوظ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ترتیب کے ساتھ قرآن مجید پڑھا اور پڑھایا اور یہ آج بھی اسی ترتیب کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اس میں امت کے ہاتھ سے کوئی کمی بیشی یا تغیر و تبدل نہیں ہوا نہ ہو سکے گا۔ یہ بات باطل ہے کہ اصلی قرآن مجید یا اس کا کوئی جزو کسی امام غائب کے پاس کسی غار میں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔

انبیاء و اولیاء کے معجزات و کرامات

حضرات انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں لیکن معجزات و کرامات کا صدور اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے یہ انبیاء و اولیاء کا اپنا فعل نہیں ہوتا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام خدائے تعالیٰ کے مقرب بندے اور محبوب ہیں۔ بایں ہمہ جلالت شان یہ حضرات نہ خدا ہیں، نہ خدائی میں شریک ہیں، نہ خدائی اوصاف کے حامل ہیں، نہ خدائی اختیارات رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کے سامنے سب عاجز، بے اختیار، بے بس اور سجدہ ریز ہیں۔ مختار کل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، جل جلالہ و عم نوالہ۔

ترتیب افضلیت

اللہ جل شانہ کی تمام مخلوق میں سب سے افضل و برتر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کے روضہ شریف میں جو مٹی آپ کے جسد اطہر سے لگی ہوئی ہے وہ مٹی بھی کعبہ شریف اور عرش و کرسی سے افضل ہے۔ آپ کے بعد درجہ بدرجہ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا مقام ہے کوئی ولی اور کوئی امام فضیلت میں انبیاء علیہم الصلوات و السلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے افضل و برتر رفیق غار و مزار، خلیفۃ الرسول بلا فصل، خسر رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے بعد مراد رسول، خسر رسول امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر داماد رسول، خلیفہ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر داماد رسول خلیفہ چہارم امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ۔ پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر بدری صحابہ، پھر باقی السابقون الاولون من المہاجرین والانصار پھر اہل بیعت حدیبیہ پھر درجہ بدرجہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین پھر تبع تابعین کا درجہ ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

اہل بیت و آلِ نبیؐ

تمام اہل بیت نبی اور آلِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت وعقیدت ہر مسلمان کے لئے جزوِ ایمان اور سرمایۂ آخرت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن آپ کی چاروں صاحبزادیاںؓ، آپ کے تمام نواسےؓ اور نواسیاںؓ، آپ کے ہر سہ داماد رضی اللہ عنہم، آپ کے چچا حضرت حمزہؓ وعباسؓ اور آپ کے صاحب ایمان قریبی رشتہ دار سب ہی درجہ بدرجہ اہل بیت اور ذوی القربیٰ میں داخل ہیں رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

سُنّت و بدعت

ہر وہ نئی بات جو دین کے طور پر اختیار کی جائے۔ مگر وہ دین کے اصولِ اربعہ (قرآن، سنت، اجماع اور قیاسِ مجتہد) سے ثابت نہ ہو بدعت ہے۔ مثلاً تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، ختم مروجہ، گیارہویں، جشن میلاد النبی، دعا بعد الجنازہ متصل بہ نماز، اذان میں صلوٰۃ وسلام کا اضافہ اور شادی غمی کی دیگر مروجہ رسومات پھر شریعت نے جس چیز میں ثواب نہیں بتایا اس میں ثواب سمجھنا، جس چیز کو لازم قرار نہیں دیا اس کو لازم اور ضروری سمجھنا بدعت ہے مباح اور جائز امور میں اپنی طرف سے کسی بات کو لازم ٹھہرانا مستقل طور پر کسی ایک معین تاریخ کی قید لگانا یا دیگر اضافی اور قیود کو لازم قرار دینا بدعت ہے۔ دین کو ویسا ہی رہنے دینا چاہیئے جیسا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور جیسا کہ وہ صحابہ کرام کے عمل میں تھا۔ اس میں بلا دلیل شرعی اپنی جانب سے اضافہ کرنا بدعت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

تصحیح اغلاط

ایصال ثواب درست ہے اور مسلمان میت کو مالی یا بدنی نفل عبادت کا ثواب پہنچایا جائے تو ثواب پہنچتا ہے لیکن اس کے لئے لوگوں کو یا برادری کو جمع کئے بغیر اپنے طور پر جب چاہے اور جتنی چاہے مالی یا بدنی نفل عبادت کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اس عبادت کا ثواب فلاں کو پہنچ جائے۔ ایصال ثواب کے لیے مخصوص تاریخ اور مخصوص جگہ کی پابندی، کھانا سامنے رکھ کر اس پر مخصوص آیات پڑھنے کی پابندی اور ان امور کو اہل السنۃ ہونے کی علامت قرار دینا اور جو شخص ان چیزوں کی پابندی نہ کرے اس کو بدمذہب قرار دینا بدعت باطل اور بے اصل ہے محفل میلاد شریف منعقد کرنا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ذکر صحیح روایات سے کیا جائے اعلیٰ درجہ کی حسنات ومستحباب میں داخل ہے لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ مستقل طور پر کسی ایک تاریخ کو مثلاً ۱۲ ربیع الاول کو میلاد کے لیے مخصوص نہ کیا جائے جھوٹی روایات بیان نہ کی جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر نہ سمجھا جائے اس محفل کی وجہ سے کسی فرض میں خلل نہ آئے، مرد وزن کا اختلاط نہ ہو اور کسی قسم کے ناجائز امور ومنکرات کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ نذر ونیاز صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہونی چاہیئے پھر اس کا ثواب کسی بزرگ یا کسی بھی مسلمان کو پہنچا سکتے ہیں لیکن کسی بزرگ کے نام کی نذر ونیاز دینا حرام ہے اور اس کو کھانا بھی حرام ہے۔ اگر نیاز دینے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ اس بزرگ کو میری اس نیاز کا علم ہے اور وہ مجھ سے خوش ہو کر میری فریاد رسی کرے گا تو یہ شرک ہے

تقلید

خیر القرون (صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ، اور تبع تابعینؒ) کے دور کے بعد جب اتباعِ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کا دور شروع ہوا تو دین وایمان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر پوری امت مسلمہ سے ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید شخصی پر اجماع کرا دیا تاکہ لوگ اپنی مرضی سے قرآن وسنت کے احکام کی تشریح کرکے امت کو کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر سکیں۔ تقلید شخصی کا یہ مطلب نہیں کہ امام ومجتہد کو یہ حق دے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جس چیز کو چاہے حلال کر دے اور جسے چاہے حرام قرار دے دے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے۔ حلال وحرام کا قانون بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

تقلید شخصی کا مطلب صرف اتنا ہے کہ ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ) کے علم واجتہاد، تقویٰ اور نورِ بصیرت کی بنا پر ان میں سے کسی ایک معین امام کے قول پر عمل کیا جائے اس اعتماد پر کہ اس امام نے قرآن وسنت کو ہم سے بہتر زیادہ صحیح سمجھا ہے۔ مقصود صرف اللہ اور رسول کی اتباع اور قرآن وسنت کی پیروی کرنا ہے۔ ترکِ تقلید کا نتیجہ خواہشاتِ نفسانی کی پیروی اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یعنی اگر تم نہیں جانتے تو جاننے والوں سے معلوم کرلو۔ اس کا حاصل متقی، دین دار، عالم دین کی بات کو بلا مطالبۂ دلیل اس کی ذات پر اعتماد کرکے قبول کرلینا اور اس پر عمل کرنا۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ امین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الامی وآلہ بقدر حسنہٖ وجمالہٖ

علمی باتیں!

از محمد زاہد قریشی نوان شہر ایبٹ آباد

- حضرت عبدالرحمان بن غنم سے مروی ہے مجھ سے دس صحابیوں نے روایت کیا ہے کہ ہم مسجد قبا میں بیٹھے علمی مذاکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ تشریف لائے اور ہمیں دیکھ کر فرمایا جتنا چاہو علم حاصل کرو مگر خدا ثواب اس وقت بخشے گا جب اپنے علم پر عمل کرو گے
- حضرت قاسم بن محمد نے کہا میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہیں قول پسند نہ تھا صرف عمل سے خوش ہوتے تھے۔
- حضرت مامون رشید کا مقولہ ہے ہمیں زبانی وعظ سے زیادہ عملی وعظ کی ضرورت ہے۔
- حضرت ابوالدرداءؓ کا قول ہے آدمی متقی نہیں ہو سکتا جب تک عالم نہ ہو علم اسے زیب نہیں دے سکتا جب تک عمل نہ ہو۔
- حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے جو علم میں سب سے آگے نکل گیا ہے۔ اسے عمل میں بھی سب سے آگے ہونا چاہیئے۔
- حضرت سفیان ثوریؒ کا قول ہے علم دل کو پکارتا ہے جواب بھی پاتا تو رخصت ہو جاتا ہے۔

میں نے ہندو مذہب کو چھوڑ کر اسلام کیوں قبول کیا؟

ہندو مذہب کے سابق مہامہنت کے تاثرات

قسط نمبر ۱

ڈاکٹر اسلام الحق ہندوؤں کے مہامنت تھے۔ ان کا ہندوانہ نام ڈاکٹر شیو شکتی سروپ جی مہاراج اداسین دھرماچاریہ اوتا شکتی پیٹھ تھا وہ مسلمان ہوگئے۔ اور اسلام کی تبلیغ کا جذبہ لیکر ملکوں ملکوں دورہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے کی وجہ ایک خواب بتائی جس میں انہوں نے سرکار دو عالم تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تفصیل آپ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ وہ جب پاکستان تشریف لائے تو ملک کے مشہور اخبار روزنامہ جنگ کے تین صحافیوں نظام صدیقی، مرزا سلیم بیگ اور مولانا محمد جمیل خان نے ان کا تفصیلی انٹرویو لیا۔ یہ انٹرویو خاص معلومات پر مشتمل ہے اس لئے ہم اسے روزنامہ جنگ کے شکریہ کے ساتھ قارئین ختم نبوت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ——— (ادارہ)

ھدایت رہنمائی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ وہ جس کو ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے لئے معمولی بہانہ کافی ہوتا ہے ہزاروں ایسے افراد جو زندگی بھر بت پرستی اور شرک میں مشغول رہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ادا پسند آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا۔ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے۔ بیماری کافی طویل ہوگئی۔ بار بار غشی کے دورے پڑتے اس زمانے میں ایک ہندو جوگی اپنی ریاضت سے توجہ کرکے بیماری دور کرنے میں بڑا مشہور تھا۔ مریدین نے عرض کیا۔ حضرت اجازت ہو تو اس کو بلالیں آپ نے غیر مسلم سے علاج کرانا التقویٰ کے خلاف محسوس کرکے اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔ آپ پر غشی کا دورہ پڑا اور تکلیف زیادہ ہوگئی تو مریدین ضبط نہ کر سکے اور اس ہندو جوگی کو لے آئے۔ اس نے آپ پر توجہ کی اور آپ کو کچھ افاقہ ہوگیا۔ افاقے کی وجہ آپ نے مریدین سے دریافت کی تو پتہ چلا کہ اس ہندو جوگی کو بلایا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے بلاؤ اس نے ہم پر احسان کیا اس کا بدلہ چکائیں۔ ہندو جوگی آیا تو آپ نے اس سے سوال کیا۔ تم کو یہ کمال کس طرح حاصل ہوا۔ ہندو جوگی نے کہا کہ میرے گرو نے مجھے یہ تعلیم دی تھی کہ میں ہمیشہ نفس اور خواہشات کے خلاف کام کروں "من" کی نہ مانوں بلکہ "من" جو کہے اس کے مخالف کروں۔ اس ریاضت سے مجھے یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ حضرت اجمیری نے فرمایا۔ تمہارا "من" اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ ہندو جوگی نے کہا۔ نہیں، میں ہندو جوگی اور اس مذہب کا بڑا گرو ہوں۔ اسلام قبول کرنے کو میرا "من" کیسے چاہے گا۔ حضرت اجمیریؒ نے فرمایا۔ پھر اس مسئلہ میں "من" کے خلاف کیوں نہیں کرتے۔ ہندو جوگی کے دل میں فوراً بات بیٹھ گئی اور حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کرکے اسلام قبول کرلیا۔ دیکھئے ساری زندگی بت پرستی اور ہندووانہ ریاضت میں مشغول شخص پر جب نظر کرم ہوتی ہے تو ایک اللہ والے کا علاج اس کی ہدایت کا بہانہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا۔

بے شک آپ اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ کو پسند کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ہدایت فرماتے ہیں۔ (القرآن) اللہ تعالیٰ کے اس نظر کرم کا مشاہدہ ہندوستان اور عالم اسلام کے اربوں افراد کو اس وقت ہوا جب ۱۹۸۷ء میں بھوپال کے ایک عالم دین کے دست مبارک پر بندرابن مہرلکے بن کھنڈ آشرم بمبئی کے ملند آشرم۔ دیواسن آشرم کے بڑے مہنت اور موروثی مالک اور ہندو دنیا کے معروف گرو مہنت ڈاکٹر شیو شکتی سروپ جی مہاراج اواسین دھرما چاریہ اوتا شکتی پیٹھ کے اپنی بیوی بچے سمیت اسلام قبول کرنیکی خبر سنی۔ اس خبر سے مسلمان دنیا میں خوشی کی لہر دوڑ جانا ایک فطری امر تھا اس خبر سے ایک طرف اگر اسلام کی حقانیت ثابت ہوئی تو دوسری طرف اس مہنت کی خوش قسمتی بھی قابل رشک ہے کہ اللہ رب العزت نے بت پرستی کے اس ماحول میں انکی ہدایت کا سامان فرمایا۔ ۵۲ سالہ اس ہندو مہنت کے قبول اسلام کے واقعات جاننا ہر مسلمان کی خواہش ہے۔ اتفاق سے نو مسلم خاندان پاکستان تشریف لایا تو ادارہ جنگ نے دین کی تبلیغ کے جذبے سے ڈاکٹر صاحب کے حالات سے اپنے قارئین کو آگاہ کرنا اپنا دینی فریضہ محسوس کیا اور "جنگ" فورم میں دعوت دی۔ جنگ فورم کی تفصیلی گفتگو پیش خدمت ہے۔

میزبان۔۔۔ نے ڈاکٹر اسلام الحق کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا۔ جیسا کہ معلوم ہوا کہ آپ کا پرانا نام قبول اسلام سے قبل ڈاکٹر سوامی شیو شکتی سوروپ جی مہاراج اودے سین پرمکھ دھرما چاریہ تھا۔ آپ قبول اسلام سے پہلے ہندو مذہب کے بڑے مہنت اور سوامی تھے آپ قبول اسلام کے بعد اسلام کی تبلیغ و ترویج کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی پاکستان تشریف آوری کا بھی یہی مقصد ہے اور ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے۔ اس موقع پر ہم آپ سے پوچھنا

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

جائیں گے کہ اسلام آپ نے شعوری طور پر قبول کیا ہے؟ آپ پیدائشی ہندو تھے۔ وہ کونسی قوت تھی جس نے آپ کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا۔

ڈاکٹر اسلام الحق۔ آپ کی محبت و عنایت کا میں شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر کا بدلہ عطا فرمائے۔ ہماری گفتگو کا مقصد دین اسلام اور جو لوگ دین اسلام سے متعلق ہیں انکی فلاح و بہبود ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اپنے بہن بھائیوں سے ملنے پاکستان چلا آیا۔ کتابی طور پر اسلام خوب جانا پہچانا ہے لیکن عملی طور پر کہاں اور کس روپ میں ہے اور کس حد تک اس پر کہاں کہاں عمل ہو رہا ہے اور کس چیز کا مشاہدہ کرنے اور سیکھنے کے لیے میں پاکستان آیا ہوں۔ میں نے اسلام کیوں قبول کیا اور کونسی قوت نے مجھے اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا اس سلسلے میں گذارش ہے کہ اپنی خوش نصیبی اور سعادت کی بنا پر میں یہ کہوں گا کہ عام طور پر لوگ اسلام قبول کرتے ہیں لیکن میرے ساتھ معاملہ مختلف ہوا۔ میرے اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام نے مجھے قبول کیا۔ اس میں میری کسی کاوش جستجو کا دخل نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کا احسان تھا کہ اس نے میری رہنمائی اور ہدایت فرمائی۔ ۱۹۸۴ء کی ایک رات کی بات ہے۔ میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے بعد اپنے آشرم کی رہائش گاہ میں آرام کرنے گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ ایک بھیڑ میرے ساتھ چلی آرہی ہے۔ جس طرف رخ کرتا ہوں بھیڑ بھی اسی طرف رخ کرتی ہے ایک جگہ میں ٹھوکر کھا کر گرا۔ اتنے میں، میں نے محسوس کیا کہ دو نادیدہ ہاتھ مجھے اٹھا رہے ہیں۔ جیسے جیسے میں اٹھ رہا ہوں۔ ان نادیدہ ہاتھوں کی شخصیت کی روحانیت اور جاذبیت کا مجھ پر غلبہ ہوتا جا رہا ہے۔ میرے لاشعور میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ایسی نورانی اور جاذبیت والی یہ شخصیت کس کی ہے۔ مجھے ایک آواز سی محسوس ہوئی کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ یہ مسلمانوں کی محبوب ترین ہستی اور پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آواز سنتے ہی دل میں سوال پیدا ہوا کہ کس کی آواز ہے۔ لاشعور میں فوراً جواب ابھرا یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسلام کے مطالعہ میں ان دونوں ہستیوں کے نہ صرف ناموں سے میں متعارف تھا بلکہ ان کی عظمت اور دبدبہ میرے تحت الشعور میں تھا۔ ان ناموں کی واقفیت سے میرے جذبات میں عجیب سا ہیجان پیدا ہو گیا اور ایسی کیفیت پیدا ہوئی جس کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ اسی دوران آواز آئی کہ کلمہ پڑھو مجھے کلمہ نہیں آتا تھا کیسے پڑھتا۔ خاموش رہا۔ پھر مجھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا۔ اس دوران میں نے محسوس کیا کہ میرا ہاتھ کسی نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے سینے سے لگایا۔ میں جب کلمہ پڑھ چکا تو مجھے کہا گیا اب اس ملک کو کلمہ پڑھاؤ۔ تیسری آواز مجھے یہ آئی کہ اس صدی کے خاتمہ تک اس سرزمین سے سب کچھ ختم ہو جائے گا اور دوبارہ خلافت کا اس ملک سے آغاز ہو گا۔ اس آواز کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ پتہ نہیں یہ خواب تھا یا میرے تحت الشعور میں چھپے ہوئے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کئے ہوئے خیالات یا کوئی تخیل، اس کو آپ کچھ بھی کہہ لیں لیکن یہ واقعہ میری زندگی کے لیے انقلاب بن گیا۔ میں جب اٹھا تو میری زندگی بدل چکی تھی۔ رات کو تین بجے اٹھ کر جب میں اپنی مذہبی ہندوانہ ریاضت کے لیے گیا تو اب میرا دل اچاٹ ہو چکا تھا۔ کوئی ریاضت مجھ سے نہ ہو سکی بس وہی خیالات میرے ذہن میں تھے۔ ایک روحانیت اور ایک خوشبو میرا تعاقب کرتی رہی۔ صبح چھ بجے تک میں اس گومگو کی کیفیت میں رہا۔ صبح اپنی بیوی کے سامنے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ ہم سب نے سنجیدگی سے اس مسئلہ پر غور کیا۔ جتنا ہم سوچتے یہ خیال پختہ ہوتا گیا کہ ہمارے لیے اب اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ متھرا چھوٹی جگہ تھی اور اس آشرم میں مسلمانوں سے میل جول رکھنا ممکن نہیں تھا۔ یہ پتہ تھا کہ اس جگہ اس قسم کے معاملات فسادات کا موجب ہوں گے۔ میں نے سوچا کہ کسی بڑے شہر میں جا کر اپنے اسلام لانے کی جستجو کرنا چاہیئے۔ کچھ عرصہ بعد ہم دہلی گئے۔ دہلی کی شاہی مسجد کے خطیب امام بخاری سے ملے۔ بستی نظام الدین میں تبلیغی جماعت کے مرکز میں وہاں کے بزرگوں سے ملے۔ سب نے خوشی کا اظہار کیا اور مجھے کہا کہ آپ ابھی تھوڑا اور غور و فکر کریں۔ ہم بھی آپکی قبولیت اسلام کا طریقہ کار سوچتے ہیں۔ کیونکہ میں پہلے ہندو دھرم کا ایک سوامی اور تین آشرم کا ستون تھا اور ہندوستان میں معمولی معمولی واقعات سے فسادات شروع ہو جاتے ہیں تو میرے اس طرح کے اسلام قبول کرنے سے بھی فسادات کا اندیشہ تھا۔ اس لئے مسلمانوں کا سوچنا بجا تھا۔ بہر حال میں اور مسلمان دونوں جستجو میں لگے رہے کہ کس طرح اس کام کی تکمیل کی جائے۔

اسی دوران مدھیہ پردیش میں میرے ایک آشرم کی تعمیر شروع ہوئی تو اس سلسلے میں وہاں گیا۔ اندور اس کے قریب تھا۔ میں نے وہاں کے مسلمانوں سے بات کی لیکن انھوں نے بھی یہی کہا کہ یہ جگہ بھی آپ کے قبول اسلام کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اس مقصد کے لیے سب سے بہتر علاقہ بھوپال ہے۔ مسلمانوں کی اکثریت اور علماء کرام کے مسکن بھوپال کو اسلام کی ترویج میں اہمیت حاصل ہے۔ اس مشورے کو میں نے قبول کیا آشرم کی تعمیر کے دوران واپسی پر مجھے معلوم ہوا کہ بھوپال سے کچھ علماء کرام اور تبلیغی جماعت سے متعلق افراد تبلیغ کے سلسلے میں دیواس آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے پھر بھوپال جا کر اس کا انتظام کیا اور آخر کار بھوپال کے تبلیغی مسلمانوں کی کاوش سے میری زندگی کا مبارک دن طلوع ہوا۔ اور ۱ر مئی ۱۹۸۷ء کو بھوپال کے قاضی مولانا عبداللطیف صاحب کے دست مبارک پر بیعت اسلام کر کے اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا۔ اس کی میں نے باضابطہ حکومت ہند کو اطلاع دی اور نئے نام سے اپنے تمام کاغذات رجسٹر کرائے چونکہ اب میرے لیے متھرا اور بمبئی وغیرہ میں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا اور اندیشہ تھا کہ انتہا پسند ہندوؤں کے ہاتھوں مجھے نقصان نہ پہنچے۔ اس لیے میں نے نئی زندگی گزارنے کے لیے بھوپال شہر کا ہی انتخاب کیا۔

سوال: اس خواب سے پہلے آپ نے اسلام کا مطالعہ کیا تھا۔

جواب: جی ہاں۔ میں نے دس مذاہب کا تقابلی

مطالعہ کیا ہے۔ اس میں ایک مذہب اسلام بھی تھا۔

سوال: آپ نے جب ان مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا تو کبھی آپ کو اپنے مطالعہ میں اسلام نے اپنی طرف آنے کی اپیل کی۔ آپ اس دوران اس مذہب سے متاثر ہوئے۔

جواب: نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اسلام لانے کا واقعہ یا میری زندگی میں اسلام کی طرف کشش صرف اسی خواب والے واقعہ سے ہوئی۔ اسی چیز نے میرے دل میں اسلام قبول کرنے کی اپیل پیدا کی۔

سوال: آپ اسلام سے قبل بحیثیت ہندو اچاریہ یا سوامی کے بڑے ٹھاٹھ والی زندگی بسر کرتے تھے۔ بحیثیت ہندو رہنما آپکی بڑی عزت تھی اسلام قبول کرنے کے بعد بہرحال یہ تمام ٹھاٹھ وغیرہ ختم ہو گئے۔ آپ ایک عام حیثیت کی زندگی میں آ گئے تو ان دونوں زندگیوں میں آپ نے کیا فرق محسوس کیا۔

جواب: میری پہلی زندگی میری اپنی ذات کے لیے تھی بحیثیت بھگوان میری زندگی کا تمام محور میں خود تھا میں اپنے لیے جیتا تھا۔ لوگ میری آشیرواد لیتے تھے۔ میری پوجا کرتے تھے۔ گویا میں ہی سب کچھ تھا لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد میری ذاتی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ میں اب اپنے لیے نہیں اپنے خالق اللہ سبحانہ کے لئے اپنی زندگی گزار رہا ہوں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کئی ممالک کے دورے کئے۔

جواب: میں بنگلہ دیش اور ملائشیا جا چکا ہوں اور اب پاکستان آیا ہوں۔

سوال: اس دورہ کے کیا مقاصد ہیں۔ کیا اسلام کی اشاعت کے لیے آپ یہ دورے کر رہے ہیں۔

جواب: جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا۔ میں نے قرآن مجید، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ کیا ہے۔ کتابی علوم سے میں واقف ہوں۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا رہن سہن۔ سماج میں عملی طور پر مسلمانوں کی حالت۔ اسلام اور اس کی تعلیمات کے ساتھ مسلمانوں کا طرز عمل۔ میں ان سب چیزوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں ان ممالک کے مسلمانوں سے مل کر ان سے بات چیت کر کے اسلام کی عملی زندگی کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دوسرے کے مشن میں تعاون میرا مقصد ہے۔

سوال: آپ نے ہندو معاشرہ کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور اب مسلمانوں کے معاشرہ کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ ان دونوں معاشرہ میں آپ نے کیا فرق محسوس کیا۔

جواب: اس وقت بدقسمتی سے پوری دنیا میں "مادیت" کا بہت زیادہ زور ہے لوگ مادیت میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ہر مذاہب کے رہنماؤں نے اپنی "جنتا" کو اپنے مقاصد کے استعمال کے لیے آلۂ کار بنایا ہوا ہے۔ تمام رہنمایان قوم اپنی "جنتا" اور قوم کے جذبات ابھارنے کے لئے "دھرم" کا سہارا لیتے ہیں۔ ہندوستان میں ہندو دھرم کے کٹر لیڈروں نے ہندو دھرم کے نام پر اپنی قوم کو بے وقوف بنایا ہوا ہے مسلم ممالک میں مسلمان لیڈر اسلام کے نام پر مسلمانوں کے جذبات ابھار کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ اس کو میں ایک مثال سے واضح کروں گا۔ ویدوں کا جو رام ہے وہ کبھی روپ نہیں لیتا جنم نہیں لیتا لیکن ہندوستان میں ایک رام، اس کے علاوہ جو پیدا ہوئے وہ " کے بیٹے تھے۔ وہ بھگوان نہیں تھے لیکن اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ پٹھانوں کے دور میں اس کو بھگوان کا روپ دے کر اس کو شہرت دی گئی۔ اب اس خیالی اور اپنے بنائے بھگوان کے نام پر ہندو دنیا کو منظم اور متحد کیا گیا اور بابری مسجد کے لیے ان کو مسلمانوں کے خلاف صف آرا کر کے اپنا الو سیدھا کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح مسلم ممالک میں لوگ اسلام کا نام لے کر اپنی گدی بناتے ہیں۔ اپنی سیاست چمکاتے ہیں۔ اس کو اپنی شہرت کے لیے استعمال کرتے ہیں تو اس وقت پوری دنیا کے معاشروں پر مادیت کا غلبہ ہے۔ اسلام کی جو اصل اسپرٹ اللہ تعالٰی کے لئے زندگی گزارنا اور اس کے لئے جینا تھا۔ اس کے لئے مرنا اور اس کے لئے کھانا پینا اسلام کی اصل روح تھی وہ مسلمانوں نے ختم کر دیا ہے۔ یہ چیز اب مسلمانوں میں نظر نہیں آتی۔ بات اللہ تعالٰی کی ضرور کرتے ہیں لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہے۔

سوال: یہ آپ نے اجتماعی خرابی کی بات کی ہے۔ میں پوچھنا یہ چاہتا تھا کہ مسلمانوں کی زندگی کے انفرادی مشاہدے کے بعد آپ ان دونوں زندگیوں کے درمیان کیا فرق محسوس کرتے ہیں۔

جواب: ہندو معاشرہ تو خالص مادیت کا معاشرہ ہے۔ اس میں مادیت کے علاوہ کسی سے بحث نہیں ہے اس لئے اس کی تو بات ہی بیکار ہے۔ البتہ اب تک میں نے ہندوستان، بنگلہ دیش اور ملائشیا کے مسلمانوں کی زندگی کا ایک حد تک مشاہدہ کیا ہے تو میں نے یہ محسوس کیا کہ اسلام کے جو تقاضے اور جو خوبصورتی ہے جس کی وجہ سے اسلام میں بیوٹی اور مہک پیدا ہوتی ہے۔ مسلمان ان تقاضوں سے ہٹتا چلا جا رہا ہے۔ زیادہ تر ایسے لوگوں کی تعداد ہے جو اپنی دنیا بنانے کے لئے جی رہے ہیں۔ آخرت دوسرے نمبر پر ہے پہلے نمبر پر یہ بات ہے کہ وہ کھاتے پیتے اچھی زندگی گزاریں۔ اسلام کی اصل تعلیمات مسلمانوں نے چھوڑ دی ہیں۔

سوال: آپ ہندو دھرم کے بڑے سوامی تھے آپ کے مسلمان ہونے پر احتجاج وغیرہ ہوا۔

جواب: زیادہ احتجاج نہیں ہوا۔ حکومت وغیرہ نے انکوائری کرائی لیکن ہندو کی طرف سے سوشل احتجاج زیادہ نہیں ہوا۔ حکومت اور انہوں نے اپنے کو سیکولر ظاہر کرنے کے لئے اس قسم کے اقدامات سے گریز کرتے ہوئے ایک اور چال چلی کہ ایسے مسلمانوں کو جو ہندوؤں کے آلۂ کار ہیں ان کو میرے خلاف اکسایا۔ انہوں نے میرے خلاف پروپیگنڈہ کیا۔ مجھے دھوکے باز اور چال باز ثابت کرنے کی کوشش کی۔ میرے خلاف مسلمانوں میں محاذ بنایا تاکہ میں مسلم سماج میں جگہ نہ پا سکوں۔ پریشان اور بدظن ہو کر دوبارہ اپنے مذہب کی طرف چلا جاؤں۔ کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ وہ بغیر سوسائٹی اور معاشرے کے نہیں رہ سکتا۔ جب سوسائٹی اسے قبول ہی نہیں کرے گی تو لامحالہ وہ کسی سوسائٹی کی طرف رجوع کریگا۔ اگر مجھے مسلم سوسائٹی ان کے پروپیگنڈے کے مطابق جگہ

نہ دیتی تو لا محالہ میں اپنی سوسائٹی کی طرف دوبارہ واپس جاتا لیکن چونکہ اسلام قبول کرنے میں میرا کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہیں تھا۔ اس لئے میں اپنی جگہ مضبوطی سے جما رہا۔ اسلام کی دولت مجھے عنایت خداوندی کی بنا پر ملی اس لئے مجھ میں ایسی چیزوں سے کوئی تذبذب پیدا نہیں ہوا۔ میں اسلام قبول کرنے سے پہلے مشکلات سے آگاہ تھا۔ دو سال مسلسل میں نے اس پر غور کیا تھا مجھے اس پروپیگنڈے کی وجہ سے مشکلات پیش آئیں بعض جگہ مجھے کرایے کے مکان تک نہیں ملے۔ کیونکہ فساد کا اندیشہ تھا۔ الحمد للہ میں مسلمان ہی رہا اور ہندوؤں کے منصوبے کو میں نے ناکام بنا دیا۔ یہ بعض لوگوں کا معاملہ ہے۔ بہت سارے مسلمانوں نے میرے ساتھ خوب تعاون کیا جیسا کہ پہلے میں نے ذکر کیا اور انہی کی کوششوں سے مجھے اسلام قبول کرنے کی سہولت حاصل ہوئی۔ بہرحال ہر طبقے میں دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں ہندوؤں کے آلہ کاروں نے میرے ساتھ تعاون نہیں کیا اور صحیح مسلمانوں نے میرے ساتھ ہر قسم کا تعاون کر کے ساتھ دیا۔

سوال: مسلمان مذہبی رہنماؤں کا رویہ آپ کے ساتھ کیسا رہا؟

جواب: ہندوستان کی حالت آپکو معلوم ہے۔ اگرچہ ظاہراً وہ ایک سیکولر ملک ہے لیکن اس کی حکومت اور عوام خالص ہندووانہ ذہنیت کے مالک ہیں۔ آئے دن فسادات کی وجہ سے مسلمان بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں۔ معمولی واقعات کو بہانہ بنا کر مسلم کش فسادات شروع کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے فطری بات ہے کہ جب میں نے اسلام قبول کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تو ان کو جھجک ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ یہ کہیں ہندوؤں کی کوئی چال نہ ہو۔ میرے اعلانیہ مسلمان بننے سے ہندو مسلم فسادات کا لامحدود کا آغاز نہ ہو جائے اس لئے ان لوگوں نے شروع میں کچھ تامل کیا۔ پھر ان کو اس بات کا بھی شدید اندیشہ تھا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد میں ہندوؤں کے دباؤ کی وجہ سے دوبارہ ہندو نہ ہو جاؤں اور یہ زیادہ بدنامی کی بات تھی۔ اس لئے انہوں نے ابتداء میں مجھے بھی سوچنے کا کہا اور خود بھی میرے اسلام قبول کرنے کے طریقہ کار کے بارے میں مشورہ کرنا مناسب خیال کیا۔ اور انہی مشوروں اور تاخیر کا یہ فائدہ ہوا کہ میرے قبولیت اسلام کا واقعہ نہ میرے لیے اور نہ ہی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے پریشانی اور فسادات کا باعث ہوا۔ قبول اسلام کے بعد مجھے ہر قسم کا تعاون ان مذہبی رہنماؤں کا حاصل ہوا۔ تبلیغی جماعت کی کوشش سے بھوپال میں میرے اسلام قبول کرنے کی جگہ طے ہوئی۔ دیگر مذہبی جماعتوں نے مجھے اپنے پروگراموں میں بلایا۔ میرے اسلام قبول کرنے کے واقعات سے دوسروں کو مسلمان بننے کی ترغیب دلائی۔ مسلمانوں کے اخبارات میں میرے انٹرویو شائع ہوئے۔ ہندوستان کے حالات کی بنا پر اس سے زیادہ تعاون ان کے لیے ممکن نہ تھا۔

سوال: آپ ہندو مذہب کے بڑے مہنت تھے اور ۲۵ سالہ زندگی میں آپ کے بہت پیروکار ہوں گے بعض پیروکار آپ پر جان بھی دیتے ہوں گے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے ان کو قبول اسلام کی دعوت دی اور انہوں آپ کی دعوت قبول کی۔

جواب: جی ہاں بہت سے لوگ میرے اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمان ہوئے۔ بعض اچاری مسلمان ہوئے۔ مشہور ہندو لیڈر کملاپتی ترپاٹھی مع خاندان اور مشہور راجہ بنگ سنگ نے اسلام قبول کیا۔ اس طرح کچھ کچھ کر کے لوگ اسلام قبول کرتے رہے کیونکہ میرے ساتھ کوئی بڑا ادارہ وابستہ نہیں تھا۔ اس لیے منظم طور پر ایسا کام نہیں ہوا۔

ایک واقعے سے اس کی وضاحت ہو جائے گی۔ میرے ایک پیروکار رام سنگھ کرناٹک میں رہتے تھے ان کا خاندان آبائی طور پر ہمارے آشرم سے وابستہ تھا۔ اس کی مٹھائی کی دکان تھی۔ ایک مسلمان روز اس سے مٹھائی خریدتا تھا۔ ایک دن اردو اخبار میں میرا انٹرویو اس مسلمان نے دیکھا تو رام سنگھ کو اس نے بتایا۔ اس نے میری تصویر دیکھی تو پہچان گیا۔ اس نے اس مسلمان سے انٹرویو میں شائع شدہ پتہ حاصل کیا اور مجھے خط لکھا۔ میں نے اس کو جواب دیا تو اس نے مجھ سے بھوپال میں آکر ملاقات کی۔ ملاقات کے وقت جب میرے پاؤں چھونے لگا تو میں نے اس کو منع کر کے سینے سے لگا لیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور وہ رونے لگا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ کیوں روتے ہو۔ اس نے کہا میں نے آج تک آپ کے جسم کو نہیں چھوا تھا۔ صرف آپ کے "چرنوں" کو ہاتھ لگایا تھا۔ میں نے کہا۔ یہ میرا کمال نہیں ہے بلکہ اسلام کا کمال ہے۔ اسلام کسی انسان کے قدموں پر جھکنے یا ہاتھ لگانے سے منع کرتا ہے۔ اس میں سینے سے لگایا جاتا ہے۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر وہ اسی شام مسلمان ہو گیا۔ اس قسم کے واقعات سے جہاں مسلمانوں کو قوت مل رہی تھی اور بھوپال میں اسلام قبول کرنے کے لئے آنیوالوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔ مسلم دنیا میں میرے ایمان قبول کرنے کے بعد اسلام کی ایک بڑی لہر آئی اور یہ لہر آنا ایک فطری بات تھی۔ ایک ہندو سوامی کی طرف سے اسلام کی حقانیت کا اعلان ایک طرف مسلمانوں کے لئے تقویت کا باعث تھی تو دوسری طرف کمزور ذہن کے غیر مسلموں کے لئے بھی اسلام کی طرف ترغیب کا ذریعہ تھی لیکن میرے قبول اسلام سے ہندوؤں میں بھی زلزلہ پیدا ہوا۔ ہندو دنیا کے دماغ سوچنے لگے کہ ہم اس کے قبول اسلام کے واقعہ کے تاثرات جو ہندو دنیا پر پڑ رہے ہیں کیسے ختم کریں کیونکہ اسلام قبول کر کے اس آدمی اور مہنت نے کچھ چیلنج دیئے ہیں۔ بڑا چیلنج یہ دیا کہ اس خطہ سے ہندو مذہب ختم ہو جائیگا۔ اگر وہ اس کے چیلنج کا جواب نہیں دیتے تو ہندو قوم اپنے مذہب پر سے اعتماد کھو دے گی۔ ان چیلنج کو ختم کرنے کے لئے ہندو دنیا نے اپنی اسکیم مرتب کی اور اپنی دنیا میں ہندو دھرم کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔

باقی آئندہ

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

محبت و اطاعت کا لافانی کردار

از: محمد ضیاء الحق شیخ بی۔ایڈ

عرب کا صحرا، گرمیوں کا موسم اور دوپہر کا وقت۔ جب ریت کے ذروں پر چنگاروں کا گماں ہوتا ہے گرمی میں ایسی شدت کہ خدا کی پناہ زمین بھٹی کی طرح تپ رہی تھی۔ لو کے جھونکے آگ سے لپکتے ہوئے شعلے نظر آتے تھے انسان تو انسان پرندے اور چوپائے بھی باہر نکلنے سے گھبراتے تھے اس ہو کے عالم میں شہر سے باہر ایک نوجوان زنجیروں میں جکڑا جلتی ریت پر لیٹا ہوا تھا۔ دو بھاری پتھر اس کے سینے پر رکھے ہوئے تھے اور ظالم آقا اپنے خادم پر کوڑے برسا رہا تھا کسی نے پوچھا کیوں مارتے ہو؟ جواب ملا یہ غلام کہتا ہے کہ رب صرف ایک ہے ساتھ ہی ساتھ آقا مسلسل کوڑے برسائے جا رہا ہے مگر آفریں بصد آفریں ہے اس غلام کے صبر و استقلال پر! وہ نہ گلہ کر رہا ہوتا نہ فریاد۔ آہ و بکا سے بے نیاز اس کی زبان پر صرف ایک کلمہ مسلسل جاری تھا أَحَدٌ! أَحَدٌ!! یعنی اللہ ایک ہے۔ اللہ ایک ہے۔ آقا سے پوچھنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مار کھانے والے غلام خدا کی وحدانیت کے علمبردار عاشق اور رسالت کی تصدیق کرنے والے بلال حبشی رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب سے محبت رسول میں گرفتار ہوئے تھے ظلم تو اسی روز سے جاری تھا مگر اس ظلم میں بلال رضی اللہ عنہ کے لئے مٹھاس اور شیرینی تھی جوں جوں ظلم بڑھتا گیا اعتماد اور یقین اتنا ہی پختہ ہوتا چلا گیا۔

راہ محبت کی سواریاں دیکھئے رب کائنات نے جب اپنے پسندیدہ بندے کو نور نبوت سے آراستہ کیا تو اس وقت بلال رضی اللہ عنہ کی عمر تقریباً ۲۰ سال تھی آپ رضی اللہ عنہ اپنے آقا امیہ بن خلف کی بکریاں چرانے کے لئے پہاڑوں میں لے جایا کرتے تھے ایک دن آپ رضی اللہ عنہ کا گزر غار حرا کی طرف ہوا جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عزیز ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حبشی نوجوان کو بکریاں لیجاتے دیکھا تو اسے بلایا اور فرمایا "میں اللہ کا رسول ہوں تمہاری اسلام کے متعلق کیا رائے ہے؟" بلال رضی اللہ عنہ رسول اقدس کی پرشکوہ شخصیت سے حد درجہ متاثر ہو چکے تھے پھر حضور کا دل نشیں انداز گفتگو، بلال رضی اللہ عنہ کے منہ سے نکلتا ہے

"میں آپ کے دین کو اچھا پاتا ہوں"

حسین دل والے یہ غلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے عزت و شرف کی بلندیوں پر فائز کیا آپ رضی اللہ عنہ کو نہ صرف دنیا کے پہلے مؤذن ہونے کا اعزاز حاصل ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم کے خادم خاص بھی تھے آپ رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول پاک نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ بلال رضی اللہ عنہ کس قدر اچھا آدمی ہے وہ تمام مؤذنوں کا سردار ہے۔

دنیا کے گوشے گوشے میں ایک آواز بلند ہوتی ہے یہ آواز چودہ صدیوں سے اسی تسلسل کے ساتھ بلند ہو رہی ہے ہر دور میں اس آواز نے یکساں کلمات ادا کئے ہیں ان کلمات میں ذرہ برابر بھی تو تغیر نہیں آیا، یہ کلمات اس دین کے ماننے والوں کا سرمایہ افتخار ہیں، جسے کہ ایک نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم فاران کی سرزمین پر اتراان کلمات میں جادو ہے جو دلوں کو اسیر کر لیتا ہے ان کلمات میں رعب و جلال ہے جو بڑے بڑے جابروں کا پتہ پانی کر دیتا ہے فضا میں الفاظ گونجتے ہیں

اللہ اکبر اللہ اکبر

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے

روئے زمین پر سب سے پہلے ان کلمات کو بلند کرنے کی سعادت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی وہ نہ تو بے حد دولت مند تھے نہ ہی با اثر اور نہ ان کے حسن و جمال نے لوگوں کو متوجہ کیا تھا بلکہ وہ ایک حبشی النسل غلام تھا، جس کی رنگت سیاہ تھی آنکھیں سرخ اور ہونٹ موٹے تھے لیکن اس کا دل نہایت حسین تھا اس محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے آقا سے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام کی دعوت قبول کرنے میں سبقت حاصل کی آپ رضی اللہ عنہ بے حد قابل اعتماد تھے آپ رضی اللہ عنہ مؤذن رسول کے نام سے عرب بھر میں مشہور ہو گئے تھے، کالے رنگ اور توتلی زبان والا یہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارا لگتا تھا حضرت بلال سفر و حضر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

باقی ص ۲۷ پر

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچادی

ردِ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

قسط: ۱۹

از: محمد سعید خان دہلوی

کایا پلٹ

ایک روز میرانو، مرتھا اور حنانہ لاٹ پادری کے مکان پر گئیں۔ اور ان سے کہا کہ چونکہ ازبلا ہماری سہیلی اور ہم سبق ہے اور وہ ہماری باتوں کو مانتی بھی بہت ہے اس لیے اگر آپ اس سے ملنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو شاید ہم اس کو دین مسیحی میں واپس لانے میں کامیاب ہو سکیں۔ افہام و تفہیم کا یہ آخری موقع ہم کو اور دیا جائے۔ ہم کو ۹۰ فی صد کامیابی کی اُمید ہے۔

مقدس باپ! ازبلا ہماری لختِ جگر ہے۔ اس لیے ہم اس کو سمجھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں گی۔ آپ ہم کو خانقاہ میں جانے اور ازبلا سے گفتگو کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

لاٹ پادری: "اس مردود لڑکی کو جہنم میں جانے دو۔ وہ بہت پختہ ہو گئی ہے اور خداوند یسوع مسیح نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا ہے مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تم کو بھی نہ بہکا سکے۔"

میرانو: "خیر تو آخری وقت میں سمجھانے بجھانے میں کیا ہرج ہے۔ اگر وہ مان گئی تو فبہا ورنہ اس کو آپ جو چاہیں سزا دیں۔"

لاٹ پادری: "اچھا میں اس شرط پر تم کو خانقاہ جانے اور ازبلا سے گفتگو کرنے کا موقع دیتا ہوں کہ گفتگو کے وقت دو راہب تمہارے ساتھ رہیں گے۔ یہ اس لیے کہ وہ کم بخت تم کو گمراہ نہ کرنے پائے اور کفر کی باتوں سے تم پر کوئی اثر نہ ڈالے۔ اچھا جاؤ کل شام کو خانقاہ جا کر ازبلا پر آخری اتمامِ حجت کراؤ۔ میں خانقاہ کے بڑے راہب کو آج ہی مطلع کر دیتا ہوں۔"

اجازت حاصل کر کے میرانو، مرتھا، اور حنانہ خوشی خوشی واپس ہوئیں اور اپنے اپنے گھروں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہونے کا انتظام کرنے لگیں۔ کیونکہ انہوں نے جو تدبیر سوچی تھی وہ آئی کی تھی کہ ازبلا کے ساتھ ان کو بھی اپنے گھروں کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنا پڑتا تھا۔ بہرحال انہوں نے اپنے اس دائمی سفر کے لیے پوری احتیاط اور رازداری سے کام لیا اور وقت مقررہ سے پہلے زیاد بن عمر اور عمر لخمی کو اطلاع دے دی کہ وہ اس مہم کو سر کرنے میں ان کی مدد کریں۔

جب یہ تمام انتظامات مکمل ہو گئے تو یہ تینوں سہیلیاں اپنے اپنے گھروں سے نکل کر ایک جگہ جمع ہوئیں اور جو وقت لاٹ پادری نے مقرر کر دیا تھا۔ اس کے مطابق چلنے کے لیے آمادہ ہو گئیں۔ ادھر لاٹ پادری نے خانقاہ کے منتظم کے نام ایک تحریر لکھ دی تھی۔ جس میں مذکور تھا کہ ازبلا کی سہیلیاں فلاں وقت خانقاہ میں آئیں گی۔ اور وہ ازبلا کو آخری بار سمجھانے کی کوشش کریں گی۔ لہٰذا تم ان کو خانقاہ میں داخل ہونے کی اجازت دے دینا۔ اور اس سلسلہ میں تم سے جو امداد ہو سکے۔ اس سے بھی دریغ نہ کرنا۔ شاید ازبلا کو اپنی سہیلیوں کے سمجھانے سے ہدایت کی توفیق نصیب ہو جائے چنانچہ جس وقت تینوں سہیلیاں خانقاہ پر پہنچیں تو راہب اور راہبات نے ان کا پرتپاک استقبال کیا اور یہ سمجھا کہ ازبلا کی ہدایت کے لیے خداوند یسوع مسیح نے اپنی ماں مریمؑ کو ان لڑکیوں کی شکل و صورت میں بھیجا ہے۔ اور تمام اولیاء کی امداد ان کے شامل حال ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں خانقاہ میں داخل ہو کر بڑے کمرہ کے وسط میں حضرت مریمؑ عذرا کے بت کے سامنے بیٹھ گئیں اور چاروں طرف راہبوں کی جماعت نے ان کو گھیر لیا۔

ایک راہبہ۔ (میرانو سے) "خداوند یسوع مسیح کی برکت تمہارے شامل حال ہو اور اللہ تم کو اپنے مقصد میں کامیاب کرے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس کم بخت لڑکی ازبلا کو کس شیطان نے بہکایا؟ کیسی نیک اور عالمہ لڑکی تھی! خدا شیطان کو غارت کرے کیسے کیسے متقیوں کو بہکاتا ہے۔"

دوسری "مریم عذرا کا تم پر سایہ ہو۔ نجات دہندہ کی قسم تم اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گی۔ تمہاری پیاری پیاری صورتیں کامیابی کا یقین دلا رہی ہیں۔ اگر ازبلا پر پھر سے خداوند یسوع کا فضل ہوا تو یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہو گا۔ تمام قرطبہ میں اس کا چرچا پھیل گیا ہے اور اس واقعہ نے تمام مسیحیوں کی ناک کاٹ ڈالی ہے۔"

تیسری "خدا کی قسم آج ہی میں نے خواب میں تمہاری ہم شکل لڑکیوں کو دیکھا تھا جو مریم عذرا کی گود میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور دوسری طرف خداوند یسوع مسیح اشارہ سے فرما رہے تھے کہ ان لڑکیوں کے ذریعہ کلیسا کی عزت قائم کی جائے گی۔" اس خواب کو سن کر تمام راہبوں نے کہا: "یہی وہ لڑکیاں ہیں، یہی وہ لڑکیاں ہیں۔"

بڑا راہب "لڑکی ازبلا تہ خانہ میں بند ہے اور اس کے ہاتھ پیروں کو زنجیروں سے جکڑ دیا گیا ہے۔ کم بخت اتنی

سخت ہے کہ جتنی زیادہ سزا دو اتنی ہی زیادہ اسلام کی تعریف کرنے لگ جاتی ہے اور اس حالت میں ہم کو بھی تبلیغ کرنے سے باز نہیں رہتی۔ اچھا اب آپ کب اس کے پاس چلیں گی؟"

میرانو "ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم اطمینان کے ساتھ اس سے گفتگو کریں اور مسیحی دین کے حقائق اس کو سمجھائیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سوائے ایک دو راہبوں کے اور کوئی ہمارے ساتھ نہ ہو۔ اب آفتاب غروب ہونے لگا ہے ایک پہر گزر جانے کے بعد ازبلا کو یہیں ہمارے پاس لے آؤ۔ تاکہ ہم اس کو اپنے ساتھ عبادت اور ریاضت پر آمادہ کریں۔ ممکن ہے کہ سمجھانے کی نوبت ہی نہ آئے اور مریم عذرا کی برکت سے (بت کی طرف اشارہ کرکے) اس کا سینہ خداوند مصلوب کے لیے کھل جائے۔"

بڑا راہب "جس طرح آپ کا حکم ہو ہم تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔ میں ابھی سب راہبوں کو ہدایت کیے دیتا ہوں کہ وہ آپ کی ریاضت و عبادت میں مخل نہ ہوں اور وہ آپ سے قطعی علیحدہ رہیں۔"

میرانو "آپ کا بہت بہت شکریہ! اچھا تو ہم پہلے ازبلا سے تہ خانہ میں جا کر مل آئیں۔ اور معمولی گفتگو کے بعد جو صرف ذاتی اور نجی معاملات سے متعلق ہوگی۔ اس کو یہاں لے آئیں (مریم عذرا کی طرف اشارہ کرکے) دیکھو تو ہمارے خداوند کی ماں ازبلا کو گود میں لینے کے لیے بالکل تیار کھڑی ہیں اور امید ہے کہ ازبلا اس مقدس گود میں آنے سے انکار نہ کرے گی!"

یہ کہہ کر دو راہب اور تینوں سہیلیاں تہ خانہ کی طرف چلیں۔ تہ خانہ کا قفل کھولا گیا اور یہ سب اندر تاریکی میں غائب ہوگئے۔

حنانہ "اُفوہ! اس قدر اندھیرا ہے!"

راہب "میں ابھی شمع روشن کرتا ہوں۔ ذرا آگے چلئے اور دیکھئے کہیں ٹھوکر نہ لگ جائے۔ کیونکہ یہاں انسانی ہڈیوں کا فرش بچھا ہوا ہے۔"

راہب نے آگے بڑھ کر شمع روشن کی جس کے بعد ازبلا کی نظران سہیلیوں پر پڑی۔ اور وہ دیکھتے ہی باغ باغ ہوگئی۔ ابھی میرانو، مرتھا اور حنانہ نے اُسے دیکھا بھی نہ تھا کہ ازبلا نے زور سے کہا: "السلام علیکم۔"

راہب "او کم بخت، مردود لڑکی! کل تو اسی بات پر پٹ چکی ہے۔ لیکن اپنی حرکت سے باز نہیں آتی؟"

السلام علیکم کی صدا سن کر بے اختیار سب سہیلیوں کو ہنسی آ گئی۔ لیکن جب وہ قریب پہنچیں اور ازبلا کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھا تو سب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔

میرانو "ازبلا! اچھی تو ہو۔ کہو یہاں کیسی گزرتی ہے؟ دیکھا حق سے روگردانی کی سزا کس طرح ملتی ہے!"

ازبلا "(تبسم کے ساتھ) بہن سچ کہتی ہو۔ حق کی خاطر تو بعض لوگوں کو سولی پر بھی چڑھایا گیا ہے۔"

میرانو "ہم یہاں تم سے گفتگو کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ اس لیے آئے ہیں کہ ہم تمہارا طریقہ اختیار کرلیں۔"

یہ کہہ کر تمام سہیلیاں کھل کھلا کر ہنس پڑیں اور ساتھ ہی دونوں راہبوں نے بھی قہقہہ لگایا۔

میرانو "ازبلا! آخر تم شیطان کے پنجہ میں کب تک گرفتار رہوگی؟ دیکھو تمہارے ارتداد سے تمام شہر قرطبہ کے عیسائیوں میں کیسا ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔ بہتر ہے کہ تم اسلام کو ترک کرکے پھر صلیب کے سایہ میں آجاؤ۔"

ازبلا "شیطان سے بچنے کی اس کے سوا کوئی ترکیب نہیں کہ اسلام کو قبول کرلیا جائے یہی وہ مضبوط قلعہ ہے۔ جس کی پناہ میں آکر انسان تمام شیاطین سے کامیاب جنگ کرسکتا ہے۔ یہ خیال کہ عیسائی ہو کر ہی کوئی شخص انسانی گرفت سے بچ سکتا ہے خیال خام ہے۔ اگر تم نے انجیل شریف کا مطالعہ کیا ہوگا تو تم کو علم ہوگا کہ شیطان کے پنجے سے تو مقدس حواری بھی نہ نکل سکے۔ اور خود حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بعض حواریوں کو شیطان کہہ کر پکارا ہے۔ جب وہ حواری بھی شیطان کے اثر سے نہ بچ سکے جنہوں نے حضرت عیسٰیؑ اور بقول تمہارے خداوند کی آنکھوں کے سامنے اور ان کی نگرانی میں تعلیم پائی تو آج کل کے عیسائی کس طرح شیطان سے بچ سکتے ہیں۔ مگر اسلام کہتا ہے کہ خدا کے نیک بندوں کو شیطان چھو بھی نہیں سکتا۔ (قرآن شریف پارہ ۱۴ ۔ رکوع ۲)

میرانو "تم نے پھر وہی بحث شروع کر دی۔ جس میں تم تمام پادریوں سے ہار چکی ہو (ہنس کر) اور ہم خدا کے فضل سے کامیاب ہوچکے ہیں۔ لہٰذا اس مذہبی گفتگو کو تو ختم کرو۔ اپنی تکلیفوں کی طرف دیکھو۔ آہ ازبلا! یہ تم پر خداوند کا عذاب ہے کہ آج تم قرطبہ کے لاٹ پادری کی بیٹی ہو کر کانٹوں کے فرش پر سوتی ہو اور تمہارے نازک ہاتھ اور پیر زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ خدارا تم اپنی حالت پر ہی رحم کرو۔"

ازبلا "اگر تکلیفوں سے بچنے کے لیے حق کو چھوڑا جاسکتا ہے تو مسیحی شہداء کبھی جام شہادت نوش نہ کرتے مصیبتوں کا نزول باطل کی نشانی پر ہوتا تو اکثر مسیحی جن پر کلیسا کو ناز ہے باطل پر ٹھہرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو تمہاری ان باتوں سے مجھے اس قدر تکلیف پہنچی ہے کہ اتنی تکلیف کانٹوں کے فرش پر سونے اور پابہ زنجیر ہونے سے بھی نہیں پہنچی۔ کیا تم مجھے تکلیف پر تکلیف پہنچانے آئی ہو۔"

میرانو "(راہب کی طرف مخاطب ہوکر) ازبلا یا تو ل سے تو کبھی بھی شکست نہیں کھائے گی۔ اس کا تو بس یہی علاج ہے کہ آج رات مریم عذرا کے مقدس بت کے سامنے اس کو اپنی ریاضت و عبادت میں شامل کیا جائے دیکھ لینا آج ہی رات میں اس کی کایا پلٹ ہو جائے گی۔ اور اس کا دل مصلوب مسیح کی طرف پلٹ جائے گا۔"

راہب "خداوند مسیح ایسا ہی کریں۔ مگر بظاہر تو ازبلا کو حق کی طرف رجوع کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔"

میرانو "قاعدہ یہی ہے کہ جو شخص جتنا زیادہ سخت ہوگا اسی قدر جلد ایمان کو قبول کرے گا۔ دیکھو مقدس پولس خداوند کے کیسے دشمن تھے اور تمام مومنوں کو ان کے ہاتھ سے کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ مگر وہی آئندہ چل کر مسیحی مذہب کا ستون قرار پائے اور ان ہی پر سب سے زیادہ خداوند کا فضل نازل ہوا۔"

راہب "سچ کہتی ہو۔ خداوند مسیح ازبلا سے بھی یہی سلوک کریں اور یہ بھی تم سے آکر مل جائے۔"

میرانو "اچھا۔ اب یہاں سے چلنا چاہیے۔ اور اسی بڑے کمرہ میں بیٹھ کر عبادت کی تیاری کرلینی چاہیے (راہب سے) دیکھو ایک پہر رات گزرنے پر ازبلا کو ہمارے کمرہ میں بھیج دینا اور ایک راہبہ کو بھی ہمارے پاس رہنے کی اجازت دے دینا۔ تاکہ وہ ازبلا کی نگرانی کرتی رہے۔"

راہب "بہت اچھا۔ آپ کی خدمت میں ازبلا کو وقت مقررہ پر پہنچا دیا جائے گا۔"

میرانو "کیا آپ یا کوئی اور راہب بھی رات بھر ہمارے پاس رہنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟"

راہب "بسر و چشم! مگر آپ جانتی ہیں کہ ہم بھی رات بھر عبادت اور یاد الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔"

باقی ص۲۷ پر

تحریک آزادیٔ کشمیر اور مرزائی سازشیں

محمد اعظم

(۱) کشمیری قوم پرستی کے پرجوش حامی کشمیر کو سیکولر اور خود مختار ریاست بنانے کے متمنی جے کے ایل ایف کے سربراہ امان اللہ خان سے متعلق اخباری اطلاعات ہیں کہ انہوں نے کنٹرول لائن کے عبور کے فیصلہ کے اعلان سے پاکستان میں قادیانیوں کے مرکز قلعہ نما شہر ربوا کا خفیہ دورہ کیا تھا۔ یہ دورہ کس کی ہدایت پر ہوا یا خصوصی دعوت پر یا جے کے ایل ایف کی مالی تنظیمی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے رہنما کی اپنی خواہش و منشا پر وجہ کوئی بھی ہو اس خفیہ دورے کے مقاصد و عزائم حکومت پاکستان۔ حکومت آزاد جموں و کشمیر، تحریک حریت کشمیر کے رہنماؤں۔ کشمیر کے الحاق پاکستان کی حامی قوتوں نیز تحریک اسلامی کی مربی زعماء کے لئے مکمل تحقیق اور سنجیدہ غور و فکر کے متقاضی ہیں تاکہ پاکستانی و کشمیری عوام کے خلاف تیار کی گئی کسی بھی ممکنہ سازش کو ناکام بنانے کے لئے رائے عامہ کو اعتماد میں لے کر تحریک آزادیٔ کشمیر کو قادیانی قوم پرستانہ پشت پناہوں کی مشترکہ سازش سے پہنچنے والے نقصان کا بروقت تدارک ہو سکے

(۲) کشمیری قوم پرستوں سے قادیانیوں کے رابطے و تعلق کا یہ پہلا انکشاف نہیں ہے بلکہ تحریک آزادیٔ کشمیر کی ماضی کی تاریخ گواہ ہے کہ قادیانی اپنے زر اور فتنی سازشوں کی بدولت کشمیر کی تحریک تکمیل پاکستان کو کشمیری قوم پرستوں کے حامی و مددگار، دوست و ہمدرد بن کر قوم پرستانہ تحریک میں تبدیل کر کے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کوشاں رہے ہیں۔

(۳) قادیانی اپنے عجیب و غریب عقائد کی بنا پر مسلمانوں میں اقلیت کا درجہ رکھتے ہیں اور اپنے غیر حکیمانہ مذہبی مسلک کی بدولت ان کا سیاسی، معاشی، معاشرتی تعلق ملت اسلامیہ سے مکمل ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف اس کے دشمنوں کی طرف سے تیار کی جانے والی سازشوں میں مرکزی کردار ادا کرکے اسلامی تحریکوں کی مخالفت اور سیکولر و قوم پرستانہ کا ذہنوں کے معاون و مددگار بن کر مسلمانوں کی اجتماعی و ملی مفادات کو نقصان پہنچانے میں پیش پیش رہتے ہیں۔

(۴) قادیانی ہمیشہ سے اس تگ و دو میں مصروف ہیں کہ وہ ایسا خطہ زمین حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں جہاں ان کی اپنی حکومت ہو اور جسے وہ قادیانی تحریک کا مرکز قرار دے کر دنیا میں اپنے پھیلے ہوئے مبلغین و نمائندوں کو حکومتی و سفارتی سرپرستی میں اپنی تحریک کی قوت میں اضافہ کر سکیں۔

(۵) قادیانیوں کی حکومتی قیام کی خواہش کا اندازہ مرزا محمود کے خطبہ کے درج ذیل اقتباس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

”ہماری حکومت نہیں ہے کہ ہم قوت سے لوگوں کی اصلاح کر سکیں اور ہٹلر اور مسولینی کی طرح ان سب لوگوں کو ملک بدر کر سکیں جو ہمارے احکامات کی تعمیل نہ کریں اور جو ہماری بات نہ سنیں یا نہ مانیں انہیں عبرتناک سزا دے سکیں اگر ہمارے پاس حکومت ہوتی تو ہم یہ نتائج ایک دن میں حاصل کر سکتے تھے۔

(اخبار الفضل ۲ جون ۱۹۳۷ء)

(۶) خطہ کشمیر اپنی جغرافیائی اہمیت نیز مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی، غربت، تعلیمی فقدان کی بدولت قادیانیوں کے نزدیک قادیانی تحریک کے مرکز کے قیام کی خواہش کی تکمیل کے لئے خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک کشمیری مسلمانوں کو ہندوؤں کی غلامی کی مجبوریوں کی وجہ سے مال و دولت کی ریل پیل سے اہلیان کشمیر کو قادیانی عقائد و تحریک کی طرف راغب کرنا آسان و ممکن دکھائی دے رہا ہے یہی وجہ ہے جب ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء میں کشمیر کے مسلمانوں نے ہندوؤں کی غلامی سے نجات پانے کے لئے تحریک آزادی کا آغاز کیا اور مجلس احرار کے رضا کار مولانا مظہر علی کی رہنمائی میں کشمیری مسلمانوں کی مدد و جائز حقوق کے حصول کیلئے میدان میں اترے تو قادیانیوں نے اس کے مقابلہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام جولائی ۱۹۳۱ء میں عمل میں لا کر اپنے مقاصد کے حصول کی راہ ہموار کرنے کے لئے کمیٹی کی صدارت مرزا محمود کے سپرد کی اور دوسرے قادیانیوں کو بھی کافی تعداد میں شامل کیا۔ اگرچہ اس کمیٹی میں دوسرے گنتی کے چند مسلمان قادیانیوں کی بنیادی خواہشات سے ناواقفیت کی بنا پر اس میں شامل تھے لیکن کمیٹی پر مکمل بالادستی قادیانیوں کو حاصل تھی اور اس کمیٹی کا اولین مقصد کشمیر پر مکمل قبضہ کی خواہش کو عملی جامہ پہنانا تھا جس کا اظہار کمیٹی کے صدر مرزا محمود قادیانی کے خطبہ کے اس اقتباس سے ہوتا ہے۔

بے شک قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے۔ لیکن اس وقت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری قوت اور ہمارے وقار کا مرکز کون سے مقام پر قائم ہوگا یہ مرکز ہندوستان کے کسی بھی شہر میں قائم ہو سکتا ہے۔ (الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۷) آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی سرگرمیوں کی آڑ میں ہزاروں قادیانی مبلغین کو مظلوم کشمیری مسلمانوں کی حقوق کی حفاظت کے نام پر بھاری رقوم خرچ کر کے مسلمانوں کو اپنا ممنون بنانے اور قادیانی تحریک میں شمولیت کی طرف راغب کرنے کے مواقع میسر آ گئے۔

(۸) قادیانیوں کی اصل سرگرمیوں کا علم ہو جانے پر جب کمیٹی میں شامل مسلم زعماء نے مجلس احرار کے رہنماؤں کی مدد سے کمیٹی کا باقاعدہ دستور مرتب کرنے اور اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا تو قادیانی ایسے مقاصد کی تکمیل میں رکاوٹ محسوس ہونے پر آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے علیحدہ ہو گئے اور تحریک کشمیر کے نام سے ایک اور تنظیم بنانے کے لئے علامہ اقبال مرحوم کو اس میں شمولیت کی دعوت دی اور مدد چاہی۔

(۹) علامہ اقبال قادیانیوں کی کشمیر کمیٹی میں خفیہ سرگرمیوں اور ان کے مقاصد سے آگاہ ہو چکے تھے اور قادیانیوں کے سخت مخالف تھے لہٰذا علامہ اقبالؒ کی مخالفت کے نتیجے میں یہ لوگ

کیا کشمیر کے قیام اور اپنے عزائم میں تو ناکام رہے لیکن کشمیری مسلمانوں کی تحریک آزادی کے لئے کی جانے والی اجتماعی کوششوں میں رخنہ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۱۰) کشمیر میں قادیانی تحریک کی سرگرمیوں کے معاون و مددگار زیادہ تر قوم پرست تھے اس سلسلہ میں قادیانیوں کی شیخ عبداللہ صاحب خصوصی عنایتیں رہیں جس کی وجہ سے دینی حلقوں میں شیخ صاحب پر مرزائی ہو جانے کا شبہ کیا جانے لگا گو شیخ صاحب اس کی تردید کرتے رہے لیکن قادیانیوں کی طرف سے ملنے والی امداد کا زبردست خیر مقدم بھی کرتے رہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ مرزائی نہیں بھی ہوئے تو مرزائیوں کے ہاتھ میں کھلونا ضرور بنے رہے جس کا ثبوت آگے چل کر [illegible]

(۱۱) شیخ عبداللہ نے اپنے سیاسی کیریئر کی باقاعدہ ابتدا چوہدری غلام عباس مرحوم کی قائم کردہ تنظیم "ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن" کے پلیٹ فارم سے کی تھی اور بعد ازاں شیخ صاحب ۱۹۳۲ء میں چوہدری صاحب کی تشکیل کردہ مسلمانوں کی منظم تنظیم مسلم کانفرنس میں بھی شریک رہے لیکن قادیانیوں کی طرف سے امدادی رقوم کی ترسیل چوہدری غلام عباس مرحوم سے مقابلہ میں شیخ صاحب کی معرفت رہی اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ شیخ عبداللہ مرحوم اپنی سوچ و فکر اور تربیت کے اعتبار سے مسلم قومیت کے مقابلہ میں سیکولرازم اور کشمیری قوم پرستی پر یقین رکھنے والے رہنما تھے اور چوہدری صاحب کے مقابلہ میں قادیانیوں کے مقاصد کی تکمیل میں زیادہ معاون و موزوں تھے۔

(۱۲) قادیانیوں کی شیخ عبداللہ کی معرفت خرچ کردہ رقوم نے شیخ صاحب کی سیاسی اہمیت و شخصی تشخص کو ابھارنے میں زبردست کام کیا اس سیاسی اہمیت اور احساس برتری کے زعم میں شیخ صاحب نے آل انڈیا نیشنل کانگریس کے ایماء پر ۱۹۳۹ء میں مسلم کانفرنس کے متوازی اپنے ترقی پسندانہ و سیکولرانہ انداز فکر کی بنیاد پر نیشنل کانفرنس کی بنیاد رکھی جس کے نتیجہ میں کشمیر میں مسلمانوں کی منظم سیاسی قوت مسلم کانفرنس کو جس کی سیاسی وابستگی مسلم لیگ سے تھی قادیانیوں کی سازش کے تحت کمزور کرنے میں کامیاب ہو گئے اور یوں مسلمانوں کی اجتماعی سیاسی قوت کا دو متضاد نظریاتی حصوں میں تقسیم ہو جانا کشمیر کی آزادی کے لئے زبردست نقصان کا باعث بنا۔

(۱۳) تحریک کشمیر کی ۱۹۲۸ء کے بعد جدوجہد آزادی میں شیخ عبداللہ کے متنازعہ سیاسی کردار وطنی قومیت پر انحصار کانگریس لیڈروں کی خواہش و پیروی میں اقدامات مہاراجہ کی حکومت میں وزارت عظمیٰ کے منصب کی قبولیت نیز مہاراجہ کشمیر کے الحاق ہندوستان کے فیصلہ کی پشت پناہی میں نام نہاد دستور ساز اسمبلی کے قیام جیسے شیخ عبداللہ کے غیر دانشمندانہ فیصلوں کے نتیجے میں شیخ صاحب کشمیر میں اپنے خاندان کے لئے کئی سال تک وزارت اعلیٰ کے منصب کو موروثی بنانے میں تو ضرور کامیاب رہے لیکن کشمیری مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے ہندوستان کی غلامی کی دلدل میں پھنسا گئے۔

کشمیری مسلمانوں کی غلامی، جدوجہد کی مشکلات کے اسباب کا جہاں مورخ ذکر کرے گا وہاں قادیانیوں کی جانب سے قوم پرستوں پر نوازشوں اور عنایتوں کے نتیجے میں تحریک آزادی کو پہنچنے والے نقصانات کا ذکر ضرور ہوگا۔ موجودہ تحریک آزادی کشمیر میں عملی طور پر شریک مجاہدین ان کی مالی اعانت کرنے والے عوام ان سے ہمدردی رکھنے والے ان کے خیرخواہ تحریک آزادی کی ہر لمحہ کامیابی کے لئے دعائیں کرنے والے مسلمانان عالم، سیکولر و خود مختار کشمیر کے حامیوں ان کے رہنماؤں سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا ایک دفعہ پھر قادیانیوں کی سازش میں آکر وطنی قوم پرستی میں مبتلا ہو کر صرف اپنی شخصی سیاسی تشخص کی خاطر حالیہ تحریک آزادی کو دو مختلف کیمپوں میں تقسیم کر کے شیخ عبداللہ کی پیروی میں ماضی کو نہیں دھرا رہے تو اور کیا کر رہے ہیں؟ کیا وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ قادیانی اگر ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں تو وہ کشمیری مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کی سازشوں کا مرکزی کردار بن کر اپنی اس خواہش کی تکمیل چاہتے ہیں کہ سرزمین کشمیر پہ اگران

باقی ص ۲۶ پر

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا

تحریر: طاہر رزاق لاہور

جہاد دین اسلام کی روح ہے۔ ملت اسلامیہ کی نشوونما اور بقا جہاد ہی میں مضمر ہے۔ شہیدوں کا خون ملت اسلامیہ کے چہرے کا غازہ اور شہیدوں کی موت قوم کی حیات ہے۔ مجاہدین فی سبیل اللہ کی شمشیریں ملت کی تقدیریں ہوا کرتی ہیں۔ جہاد ہی وہ جذبہ ہے جس سے سرشار ہو کر ایک مسلمان بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت سے ٹکرا جاتا ہے اور اسے پاش پاش کر دیتا ہے۔

جہاد ہی وہ ولولہ ہے۔ جو ایک مسلمان کو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر نا سکھاتا ہے اور اس میں شہادت کی تڑپ پیدا کرتا ہے۔ قوم مسلم ایک لمحہ کے لئے بھی جہاد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ جہاد کے بغیر نظام دنیا تلپٹ ہو کر رہ جاتا ہے۔ طاغوتی طاقتیں سر اٹھاتی ہیں۔ نئے نئے فتنے جنم لیتے ہیں۔ نظام ہائے باطل زمین پر اپنے پنجے گاڑنے لگتے ہیں۔ جھوٹے خدا اور جھوٹے نبی پیدا ہونے لگتے ہیں۔ طاقتور کمزوروں کے گلے کاٹنے لگتے ہیں۔ امراء غریبوں کا خون چوسنے لگتے ہیں۔ الغرض خدا کی زمین پر ظلم و بربریت کی ایک ایسی ہولناک آگ لگ جاتی ہے کہ انسانیت چیخ اٹھتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید میں بار بار جہاد کا حکم دیا ہے کیونکہ جہاد ہی وہ واحد قوت ہے جس سے ابلیسی نظاموں اور ابلیسی کارندوں کی بیخ کنی کی جا سکتی ہے۔ اور اس مادر گیتی کو امن و اخوت کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ ارشادات ربانی ہیں (تراجم)

(۱) نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں (سورۃ التوبہ)

(۲) اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں۔ پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ (التوبہ)

(۳) اے ایمان والو! میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے۔ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر۔ یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی اور خوشی سنا دے ایمان والوں کو۔ (سورۃ الصف)

(۴) اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے اللہ تعالیٰ کا (البقرہ)

(۵) پھر جب گزر جائیں مہینے پناہ کے تو مارو مشرکوں کو جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو ہر جگہ ان کی تاک میں، پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا راستہ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (التوبہ)

(۶) لڑو ان لوگوں سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ حرام مانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا۔ ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں۔ اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہو کر (التوبہ)

(۷) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے نہیں لڑتے۔ جنہیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال۔ جس کے کارفرما ظالم ہیں (النساء)

جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جذبہ جہاد عطا کرتے ہوئے اور اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا عزم بانٹتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"قسم ہے خدا کی کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں خدا کے راستے میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں (مسلم)

جناب تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے متلاشیان جنت کو جنت کا راستہ بتاتے ہوئے فرمایا:۔

"جنت تلواروں کے سائے میں ہے" (مسلم)

ایک شخص نے حضرت موسیٰ اشعریؓ سے اس حدیث کو سن کر اپنی نیام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو آخری سلام کرتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا اور کفار سے یہاں تک لڑا کہ آخر شہید ہو گیا۔

جو شخص گھر کی آسائشوں اور بیوی بچوں کو چھوڑ کر جہاد کے لئے گھر سے نکلتا ہے سید الخلق جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اسے جنت کا مژدہ جانفزا یوں سناتے ہیں۔

"جو پاؤں خدا کے راستے میں گرد آلود ہوئے ان کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی" (بخاری)

"جو خدا کے راستے میں صرف اتنی دیر لڑا جتنی دیر میں ایک اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے۔ تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی" (ابوداؤد)

جو شخص راتوں کو جاگ کر اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کو کفار کے

شر سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر گزار رہا ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس کی محنت کے اجر کا اعلان یوں فرماتے ہیں:۔

" اللہ کی راہ میں ایک رات کے لئے پہرہ دینا ان ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ جس میں رات کو قیام کیا جائے اور دن کو روزہ رکھا جائے "۔ (اسے حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے)

جب اللہ کے سپاہی لشکر کفار سے برسر پیکار ہوتے ہیں اور دوران جنگ کسی مجاہد کو زخم آتا ہے اور پھر زخم سے خون بہتا ہے۔ اللہ کو اپنے سپاہی کے نشان زخم اور اس سے بہنے والے خون سے جتنی محبت ہوتی ہے اس محبت کو اللہ کے آخری نبیؐ نے اپنی زبان نبوت سے یوں بیان فرمایا:۔

" خدا تعالیٰ کو دو قطرے اور دو نشان بہت ہی زیادہ پسند ہیں ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلے اور دوسرے خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں کسی زخم سے ٹپکے۔ ایک وہ نشان جو فرائض ادا کرنے کے باعث جسم کے کسی حصہ پر پڑ جائے دوسرے وہ نشان جو اللہ کے راستے میں جہاد کی وجہ سے کسی جگہ واقع ہو جائے (ترمذی)

جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جو شخص سامان حرب تیار کرتا ہے۔ اور اس سامان حرب کی مشق کے دوران جو شخص مجاہد فی سبیل اللہ کا مددگار و معاون بنتا ہے۔ ان خوش قسمتوں سے اجر و ثواب کے بارے میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم یوں لب کشائی فرماتے ہیں:۔

" تیر کی وجہ سے تین آدمی جنت میں جائیں گے۔ ایک جس نے ثواب کی نیت سے تیر بنایا۔ دوسرے جس نے تیر اندازی کی مشق کے لئے تیر چلایا تیسرے وہ جس نے اس مشق کرنے والے کو تیر اٹھا کر دیا۔

جو شخص مجاہدین اسلام کو سامان جنگ سے لیس کرتا ہے انہیں کھانے پینے کا سامان اور سواری وغیرہ بہم پہنچاتا ہے۔ اور جب اللہ کے سپاہی اللہ کے دین کی عظمت کے لئے اپنے گھروں سے دور اللہ کے دشمنوں سے مصروف جہاد ہوتے ہیں تو وہ ان کے گھروں اور پیچھے رہنے والوں کی خدمت اور دیکھ بھال کرتا ہے۔ اس شخص پر اللہ کے انعامات کی جو بارش ہوتی ہے۔ اس کا ذکر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لسان مبارک سے یوں بیان کرتے ہیں:۔

" جس نے خطرے کے موقعہ پر مجاہدین کی پاسبانی کی اس کی یہ رات شب قدر سے بہتر ہے۔" (حاکم)

" جس نے کسی مجاہد کو سامان دلا دیا اور روپیہ سے اس کی امداد کی یا اس کے بیوی بچوں کی اس کے پیچھے پوری پوری خدمت کی تو اس شخص کو غازی کے برابر ثواب ملتا ہے اور غازی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں ہوتی۔"

(صحاح)

" وہ لوگ جو اللہ کے دین کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ عظمت اسلام کی تاریخ اپنے خون سے لکھتے ہیں۔ ناز و نعم سے پلے ہوئے جسم کے ٹکڑے کروا لیتے ہیں لاشوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے روندا جاتا ہے۔ ان کی عظمت و شان کے بارے میں رحمت للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ فرمائیے:۔

(۱) جنت میں جانے کے بعد کسی شخص کا دوبارہ دنیا میں آنے کو جی نہیں چاہتا مگر شہادت کی لذت ایسی ہے کہ شہید کو جنت میں جا کر پھر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے اور شہید اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ اس کو دنیا میں بھیجا جائے تا کہ وہ اللہ کے راستے میں مکرر سکرر بلکہ دس بار شہید ہو۔" (بخاری، مسلم)

(۲) شہید فی سبیل اللہ کو شہادت سے وقت صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا۔" (ترمذی)

(۳) شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں۔" (ترمذی)

(۴) " قیامت میں جب اہل محشر حساب کتاب کی مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ لوگوں کا ایک جم غفیر تلواریں کندھوں پر رکھے ہوئے جنت کے دروازے پر پہنچے گا۔ ان لوگوں کے زخموں سے خون بہتا ہوگا۔ اہل محشر کے دریافت کرنے پر بتایا جائے گا کہ یہ لوگ شہید ہیں۔ یہ موت کے بعد زندہ تھے اور ان کو رزق دیا جاتا تھا۔"

اور وہ شخص یا گروہ جو جہاد سے پہلو تہی کرتا رہا۔ گلشن اسلام کو اجڑتا دیکھ کر خاموش تماشائی بنا رہا اپنی تجارت اور دنیا سنوارنے میں مصروف رہا۔ اس شخص یا گروہ کے بارے میں سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۱) " جو شخص اس حال میں مر گیا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ اپنے آپ کو جہاد کا مشورہ دیا وہ نفاق (منافقت) کے ایک حصہ پر مرا۔" (صحیح مسلم)

(۲) " جو مسلمان اپنی زندگی میں نہ کبھی اللہ کی راہ میں لڑا۔ نہ کسی مجاہد کے لئے سامان جہاد مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل و عیال میں خیر خواہی کے ساتھ مقیم رہا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کو قیامت سے پہلے ایک عذاب و مصیبت میں مبتلا کریں گے۔" (ابوداؤد)

اللہ اور اس کے رسول کا عطا کردہ یہی وہ جذبہ تھا جسے اپنے سینوں میں لے کر مسلمان نکلے اور عالم کے چہار سو پھیل گئے۔ خدا کی زمین ان کے قدموں کے سامنے سمٹ گئی۔ انہوں نے روم و فارس کی سلطنتوں کے ٹاٹ لپیٹ دیئے۔ شاہوں کے تاج اچھال دیئے اور حکمرانوں کے تخت اپنے قدموں تلے روند ڈالے۔ یورپ کے کلیساؤں میں اذانیں دیں۔ ایران کے آتش کدوں کو آب توحید سے بجھا دیا ہندوستان کے بت کدوں میں اللہ اکبر کی صدائیں دیں۔ عرب کے ریگستانوں میں اسلام کے ڈنکے بجائے افریقہ کے جنگلوں میں دین محمدیؐ کی شمعیں فروزاں کیں۔

ان کی راتیں مصلوں پر اور دن گھوڑوں کی پیٹھوں پر بسر ہوتے۔ وہ میدان کارزار میں موت کو للکارتے اور ان کے دل میں شہادت کی آرزوئیں تڑپتیں۔ وہ میدان جہاد میں مرنا اعزاز اور گھر میں مرنا ندامت سمجھتے۔ جس گھر کا کوئی فرد شہید نہ ہوتا وہ گھر معاشرہ میں شرمساری محسوس کرتا۔

ہاتھ میں تلوار ہو اور دل میں خوف خدا !!

عربی تہذیب کتنی دلنشیں اور سادہ ہے

ان کے بچے میدان جہاد میں تلواریں لئے لشکر کفار کے سردار کو ڈھونڈتے۔ ان کے نوجوان کشتیاں جلا کر باطل کو للکارتے۔ ان کے بوڑھے دشمنان اسلام سے ٹکرانے کے لئے جوانوں کے دوش بدوش پہلی صف میں کھڑے ہوتے۔ ان کی عورتیں خیموں کی چوبیں لے کر لشکر کفار پر ٹوٹ پڑتیں اور انہیں گیدڑوں کی طرح بھگا دیتیں۔ مائیں اپنے بیٹوں کو کہتیں بیٹا! جہاں جنگ کے شعلے زیادہ بھڑک رہے ہوں وہاں اپنی بہادری کے جوہر دکھانا۔ ایک بیٹا جام شہادت نوش

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کرتا تو دوسرے کے گلے میں اپنے ہاتھوں سے تلوار حمائل کر کے ہنسی خوشی میدان جنگ میں بھیجتی۔ دوسرا شہید ہوتا تو تیسرے کو روانہ کرتی تیسرا بھی اسلام پر نثار ہوجاتا تو چوتھے کو روانہ کرتی اور جب سب شہید ہوجاتے تو شہداء کی عظیم ماں آسمان کی طرف منہ اٹھا کر اللہ سے مخاطب ہو کر کہتی۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا میں نے اپنے سارے بیٹے تیرے دین پر قربان کر دیئے۔ بہنیں بھائیوں کے گھوڑوں کی لگامیں پکڑ کر انہیں میدان جنگ میں روانہ کرتیں۔ باپ شہید ہو رہا ہوتا لیکن بیٹوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیتا۔ بیٹا شہید ہوتا تو باپ کے عزم و ہمت میں ذرہ برابر فرق نہ پڑتا اور وہ فولادی جہادی حوصلہ سے باطل سے معروف پیکار رہتا مجاہدین راہ حق کو نہ بچوں کے یتیم ہونے کا فکر تھا اور نہ بیوی کے سہاگ اجڑنے کا غم۔ نہ والدین کی محبت ان کے رستے کی دیوار بنتی اور نہ بھائیوں کی الفت ان کی راہ کی زنجیر۔ نہ دولت اور نہ ہی حب دنیا انہیں ان کے فرض عظیم سے غفلت دلا سکتی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیاں خدمت اسلام کے لئے وقف کر دی تھیں۔ انہوں نے اللہ سے اپنی جانوں کا سودا کر لیا تھا۔ وہ دوستی رکھتے تھے تو اسلام کے لئے اور دشمنی رکھتے تھے تو صرف اسلام کے لئے۔ ان کا جینا بھی اسلام کے لئے اور مرنا بھی اسلام کے لئے تھا۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت۔ نہ کشور کشائی

وہ عظیم ہستی جس نے قوم مسلم کو جہاد کا یہ ولولہ عطا کیا صرف زبانی طور پر جہاد کا درس نہیں دیا بلکہ انہوں نے عملی طور پر باطل کو میدان میں للکارا اور پچھاڑا ہے۔ محمد مصطفیٰ نے نبوت کے ہاتھوں سے شمشیر اٹھائی ہے اور زرہ زیب تن فرمائی ہے۔ کٹھن سفر کیے ہیں۔ خندقیں کھودیں۔ پتھر اور تیر کھائے دندان مبارک شہید کرائے اور میدان جہاد میں اپنا مقدس خون بہایا ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سالہ قیام کے دوران ۲۷ غزوات میں بطور کمانڈر بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور ۵۶ سرایا (مہمات) روانہ فرمائیں۔ گویا دس برس کے دوران ۸۲ جنگیں لڑی گئیں۔ یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مجاہدانہ!

سرزمین ہندوستان پر جب فرنگی سامراج قابض ہو چکا تھا اور ظالم فرنگی اسلام کو مسلمانوں کے دلوں اور خطہ ہندوستان سے نکالنے کے لئے تلا ہوا تھا۔ وجود اسلام کو چیلنج کرنے کے لئے اس کے ترکش میں بہت سے تیر تھے۔ جنہیں اس نے کمال مہارت سے استعمال کیا۔ اس کے پاس تحریف شدہ دین اسلام تھا۔ انتہائی زہریلا نظام تعلیم تھا۔ ابلیسی نظام معیشت تھا۔ مغربی تہذیب و تمدن کی قہرمانیاں تھیں۔ سندھوری میموں کی حشر سامانیاں تھیں۔ درباری ملاؤں کے گروہ در گروہ تھے۔ جعلی گدی نشینوں اور بناوٹی صوفیوں کی ایک بہت بڑی کھیپ تھی۔ تنخواہ دار "اولیاء" کی لمبی قطاریں تھیں۔ فتووں کے ذریعے ملت اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے والے فتوے بازوں کی ایک جماعت تھی۔ انگریزی حکومت کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے والے خطیبوں اور ادیبوں کا ایک انبوہ تھا اور انگریزی حکومت کی شان میں قصیدہ سرائی کرنے والے شاعروں کا ایک ہجوم تھا۔

ان تمام طاغوتی ہتھیاروں سے مسلح ہونے کے باوجود غلام ہندوستان میں غلامی کی راکھ سے آزادی کی چنگاریاں بھڑک اٹھتیں اور ایک ماحول کو آزادی کی روشنی سے منور کر جاتیں ایک عالم حق کو پھانسی دی جاتی لیکن اس کی موت ہزاروں انسانوں میں آزادی کی زندگی کا شعور بیدار کر جاتی۔ ایک مجاہد شہید ہوتا لیکن اس کے خون سے جرأت و ہمت کے لاکھوں چراغ جلتے فرنگی ایک تحریک کو دباتا تا ہزاروں نئی تحریکیں جنم لیتیں فرزندان توحید کو پابند سلاسل کیا جاتا لیکن فرنگی ان کے جذبے کو پابند سلاسل نہ کر سکا۔ انہیں زندانوں میں اذیتیں دی جاتیں لیکن ہر اذیت ان کے ایمان کو تقویت دیتی۔

مجاہدوں کے بازو ہائے فلک فگن عجیب ہیں
بہادروں کے پنجہ ہائے تیغ زن عجیب ہیں
یہ جسم ہائے خون چکاں و بے کفن عجیب ہیں
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں
حیات گر حیات ہے تو موت بھی حیات ہے

مکار انگریز اپنے مکار دماغ کو ابلیسی سوچوں کے سمندر میں غرق کئے بیٹھا تھا اور زہریلے سانپ کی طرح تڑپ رہا تھا کہ کسی طرح ملت اسلامیہ کے سینے سے ایمان کی شمع فروزاں کو گل کر کے دل کی نگری کو کفر کے اندھیروں میں ڈبو دے اور قوم حجاز کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے اسے دائمی غلام بنا لے۔

اس شیطانی منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے

عارفی جیولرز
ARFI JEWELLERS
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ـــ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

رنگی میدان میں اتر آیا۔ ۱۸۹۶ء میں انگلستان سے برطانوی
مدبروں، اعلیٰ سیاست دانوں۔ ممبران پارلیمنٹ اور
مسیحی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ان امور کا جائزہ لینے
کے لئے ہندوستان میں طوفان کی صورت وارد ہوا کہ
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب و محرکات کیا تھے؟
کس جذبے نے مسلمانوں کو جنگ آزادی پر ابھارا اور
اس جذبے نے پورے ہندوستان میں آزادی کی ہلچل
کیسے مچا دی؟ وہ کس ولولے کی حرارت ہے جو غلامی کی زنجیروں
کو پگھلا کر رکھ رہی ہے۔ اور یہ پوری قوم کو کفن بدوش
کر کے میدان کارزار میں لاکھڑا کرتی ہے۔ وفد نے عیسائی
مشنریوں اور سول سروس کے افسروں خصوصاً ہیو ولیول
سے ملاقاتیں ہیں۔ ... شہر میں گھس کر ان کی مذہبی
کیفیات کو بنظر غائر دیکھا ہندوستان کے سیاسی
حالات کا گہرا جائزہ لیا۔ مسلم عوام پر ان کے مذہبی راہنماؤں
کے اثر و رسوخ کا مشاہدہ کیا۔ خفیہ اداروں کے ذریعہ
رپورٹیں حاصل کیں۔ ایک سال کی مدت گذارنے کے بعد
مئی ۱۸۷۰ء میں اس شیطانی وفد نے لندن میں ایک کانفرنس
کا اہتمام کیا۔ جس میں عیسائی مشنریوں اور خفیہ اداروں
نے آپس میں سر جوڑ کر عالم اسلام کے خلاف ایک بھیانک
سازش تیار کی۔ انہوں نے دو الگ الگ زہریلی رپورٹیں
تیار کیں جنہیں یکجا کر کے "ہندوستان میں برطانوی
سلطنت کا ورود"
'The arrival of British Empire in India'
کے نام سے شائع کر دیا۔ اس تخریبی اور روح فرسا رپورٹ
کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے۔ جس میں ظالم فرنگی نے جناب
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ
ڈالنے کے لئے جھوٹی نبوت کا منصوبہ تیار کیا۔

رپورٹ کا اقتباس ملاحظہ ہو:-

ترجمہ: ملک ہندوستان کی آبادی کی اکثریت اندھا
دھند اپنے پیروں یعنی روحانی راہنماؤں کی پیروی کرتی
ہے اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب
ہو جائیں جو اس بات کے لئے تیار ہو کر اپنے لئے ظلی نبی
(نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی
تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی لیکن اس مقصد کیلئے
مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب دینا بہت مشکل
ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری
سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی
غداروں کی مدد حاصل کر کے ہندوستانی حکومتوں کو
محکوم بنایا لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا۔ اس وقت فوجی
نقطہ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی لیکن اب جب
کہ ہم نے ملک کے کونے کونے پر اقتدار جما لیا ہے اور ہر
طرف سے امن اور آرڈر ہے، ہمیں ایسے اقدامات کرنے
چاہئیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔
(مطبوعہ رپورٹ سے اقتباس: انڈیا آفس لائبریری
لندن)

۱۸۶۹ء میں ہی وائسرائے ہند لارڈ میو (۱۸۷۲ء)
نے بنگال سول سروس کے ایک افسر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کو اس
اہم سوال کا جائزہ لے کر رپورٹ پیش کرنے کو کہا۔
ہنٹر نے تمام صورت حالات کا بغور جائزہ لینے
کے بعد اپنی رپورٹ میں لکھا:-

"جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے جو ان کے شدید جوش،
تعصب۔ تشدد اور قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے۔ اس
قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا
ہے۔ ان میں جہاد کا شعلہ سرد نہیں ہوا۔ ان پر مذہبی
دیوانوں اور جہادی ملاؤں کا اثر نہایت قوی ہے اور
وہ کسی لمحہ بھی ان کے جذبات کی آگ کو بھڑکا سکتا ہے۔
(ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر، دی انڈین مسلمانز کامریڈ
پبلشرز کلکتہ ۱۹۴۵ء)

فرنگی مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور حضور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت و عقیدت سے بہت
پریشان تھا وہ مسلمانوں سے یہ دونوں متاع ہائے عظیم چھین
لینا چاہتا تھا۔ مسلمانوں سے یہ دونوں انمول موتی چھیننا ان
کے جسموں کے دونوں بازو کاٹ دینے کے مترادف تھا اور
ظالم فرنگی بازو کٹے ان گوشت کے لوتھڑوں کو اپنے شبستانوں
کی طرف جانے والی راہوں پر بیٹھے گلے میں غلامی کا پیلا زنجیر
پہنے دو وقت کی روٹی کے لئے بلک بلک کر روتا دیکھنا
چاہتا تھا۔

شیطانی رپورٹ تیار ہو چکی تھی اب انسان نما شیطان
کی تلاش شروع ہو گئی جسے نبی بنا کر مارکیٹ میں لانا تھا۔
فرنگی نے جعلی نبوت کے ایک تیر سے دو شکار کرنا تھے۔ پہلا یہ
کہ وہ شخص دعویٰ نبوت کرے گا اور خود کو نبی اور رسول
اور پھر محمد رسول اللہ کہے گا۔ اعلان وحی کرے گا اور خود
پر نازل ہونے والی من گھڑت وحی کی عوام میں تشہیر کرے
گا (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ بن جانے کے اعلان سے
وہ مسلمانوں کی تمام محبتیں اور عقیدتیں سمیٹ لے گا جو
انہیں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات
اقدس سے ہیں پھر وہ یہ اعلان کرے گا کہ خدا نے مجھ پر وحی
کی ہے کہ اب جہاد حرام قرار دے دیا گیا ہے۔ جب یہ دونوں
کام ہو جائیں تو قوم مسلم قوم افرنگ کے قفس کی اسیر ہو گی۔
سپر شیطان کی تلاش میں بہت سے چہرے سامنے آئے
لیکن فرنگی کو اس بدخصلت کی تلاش تھی جو صرف خود ہی
ملت اسلامیہ کا غدار نہ ہو بلکہ غداری اسے وراثت میں ملی
ہو۔ جو صرف خود ہی ایمان فروش نہ ہو بلکہ اس کی جیب میں
ایمان فروش کا بیٹا ہونے کی سند بھی موجود ہو۔ جو صرف
خود ہی جہاد کو حرام حرام نہ کہتا ہو بلکہ اس کے آباؤ اجداد کی
شمشیروں پر شہیدان اسلام کا خون چمک رہا ہو۔ جو صرف
خود ہی دربار انگریز کی دہلیز پر ماتھا نہ رگڑتا ہو بلکہ
اس کے بڑوں کی زبانوں پر بھی انگریز کے جوتوں کی
چاٹی ہوئی خاک موجود ہو۔ جو صرف خود ہی دستر خوان
انگریز سے بچی کھچی روٹیوں کو من و سلویٰ سمجھ کر نہ کھاتا ہو
بلکہ اس کا بڑا بھائی بھی انگریز کی جھوٹی ہڈیوں کو قلمی آم سمجھ
کر چوستا ہو۔

لیکن زمین روز روز ایسے ننگ انسانیت پیدا نہیں
کرتی۔ کئی صدیوں کی گردش کے بعد زمین اپنے پیٹ
سے ایسی غلاظت باہر پھینکتی ہے جس کے تعفن سے انسانیت
کے دماغ پھٹنے لگتے ہیں اور کائنات میں ہر سو بدبو کے
بھبھوکے پھیل جاتے ہیں۔ فرنگی کو یہ نایاب غلاظت قادیان
کے منشی مرزا قادیانی جہنم مکانی کی صورت میں مل گئی۔ ہم
مرزا قادیانی کے نبی بننے کی بقیہ کہانی بعد میں بیان کریں گے
پہلے انگریزوں اور مرزا قادیانی کے بڑوں کے شیطانی
تعلقات کو مرزا قادیانی کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ جسے پڑھ
کر انگریز کے اس "خود کاشتہ پودے" کے چہرے سے

نقاب اٹھتا ہے۔

"اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ فوت ہو گیا۔ تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا۔ جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔

(نور الحق حصہ اول صفحہ ۲۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے باپ کے جہنم رسید ہونے پر پنجاب کے فنانشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کے پاس ۱۹ جون ۱۸۷۶ء کو جو مراسلہ بھیجا اس میں تعزیتی کلمات کے بعد لکھا گیا مضمون پیش خدمت ہے۔

ترجمہ: "مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا آپ کے خاندان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی بھی اسی طرح عزت کریں گے۔ جس طرح تمہارے وفادار باپ کی کی جاتی تھی۔ ہم کو اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔"

(المرقوم ۲۹ جنوری ۱۸۷۶ء کتاب البریہ مصنفہ مرزا قادیانی)

"سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔"

(مرزا قادیانی کی لیفٹیننٹ گورنر بہادر کے حضور درخواست مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۸۔۹۔۱۱ مولفہ میر قاسم علی قادیانی)

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گذرگاہ پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" (کتاب البریہ اشتہار مؤرخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

"ہمارا جاں نثار خاندان سرکار دولت مدار (سلطنت انگلشیہ) کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا (تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

"۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہندوستان کے مکینوں کی انگریز غاصب کے خلاف بغاوت تھی وہ مادر وطن میں غلامی کی شب دیجور ختم کر کے آزادی کی صبح سعید طلوع کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ظالم فرنگی نے اپنی بربریت سے اس تحریک آزادی کو کچل کر رکھ دیا۔ ہزاروں انسانوں کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ آزادی کے متوالوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا۔ حریت پسندوں کو گرفتار کر کے فوری انصاف کی عدالتوں کے ذریعے انہیں سر بازار پھانسیاں دی گئیں۔ غرضیکہ وہ ظلم روا رکھا گیا کہ زمین و آسمان کانپ اٹھے۔ لیکن اس خونچکاں سانحہ پر فرنگی کے پالتو مرزا قادیانی نے یہ بکواس کر کے انگریزی سلطنت کی تائید کی۔ ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا۔"

(ازالہ ص ۴۲۷۔ مصنف مرزا قادیانی)

"۱۹۲۹ء میں جب ایک خبیث الفطرت ہندو مہاشے راجپال نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیوں کا سمندر بہاتے ہوئے رسوائے زمانہ کتاب "رنگیلا رسول" شائع کی تو یہ کتاب روئے زمین پر بسنے والے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کے قلب و جگر پر بجلی بن کر گری اور انہیں تڑپا کر رکھ دیا۔ راجپال کی تکا بوٹی کرنے کے لئے عالم اسلام بپھر گیا۔ ہر مسلمان راجپال کیلئے شعلہ جوالہ بن گیا۔ آخر قرعہ قسمت کے دھنی غازی علم الدین شہیدؒ کے نام نکلا جو شیر کی طرح راجپال پر حملہ آور ہوا اور اس موذی کو خنجر مار مار کر واصل جہنم کر دیا اور خود سولی چڑھ کر عشق رسالت کا ایک انوکھا باب رقم کر کے آمنہ کے لالؐ کی عزت و حرمت پر نثار ہو گیا۔

نبیؐ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایمان ہے
مر کر بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے

"لیکن یہاں بھی انگریزی حکومت کا ساتھ دیتے ہوئے اور راجپال کی وکالت کرتے ہوئے غدار ین غدار قادیانی جماعت کا سربراہ مرزا محمود احمد اپنی فطرت رذیلہ کے مطابق یہ ذلیل تبصرہ کر کے اپنی خباثت قلبی کا ثبوت دے گیا۔

"وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں .... وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ وہ مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے۔ وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔

(قادیانی اخبار الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

"۱۹۱۳ء میں اسلام دشمن و مسلمان دشمن فرنگی نے مچھلی بازار کانپور کی ایک مسجد کا ایک حصہ سڑک سیدھی کرنے کے لئے شہید کر دیا۔ کعبہ کی بیٹی کی اس بے حرمتی پر مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ اور پورے ہندوستان میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اس غم و غصہ نے ایک جلوس کا روپ دھارا۔ اس احتجاجی جلوس پر ظالم حکومت نے فائرنگ کر دی اور پہلے سے ہی زخمی سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ بیسیوں مسلمان شہادت کے جام نوش کر گئے۔ سینکڑوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں

ڈال دیا گیا۔ یہ روح فرسا حادثہ، جو مسلمانوں پر ایک قیامت ڈھا گیا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا محمود نے جو بے ایمان بیان جاری کیا انسانیت آج بھی اس پر لعنتوں کے ڈونگرے برسا رہی ہے۔

”ایک حصہ مسجد کو گرائے بغیر گزارہ نہ تھا اور اسے منہدم نہ کرنا رفاہ عامہ کے کام میں رخنہ اندازی تھی۔ اس بارہ میں مسلمانوں نے بہت عاقبت نا اندیشی سے کام لیا ہے۔“

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء)

”خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے اور دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرنے میں قادیانی انگریزوں کے شانہ بشانہ لڑے اور ہر سازش میں شریک کار رہے۔ قادیانیوں کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

”عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے۔“

(بیان مرزا محمود، الفضل ۳ ستمبر ۱۹۲۵ء)

”ریاست کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔“

(بیان مرزا محمود احمد، الفضل ۲ مئی ۱۹۱۹ء)

”قادیانی جماعت نے لارڈ ہارڈنگ کو اپنے ایڈریس میں اپنی جنگی خدمت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:۔

”کابل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کمپنی اور ایک ہزار افراد کے نام بھرتی کے لئے پیش کئے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضاکارانہ کام کرتے رہے۔“

(بیان مرزا محمود احمد، الفضل ۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

”جب انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنا چاہا اور اس غرض کے لئے لارڈ ہارڈنگ نے عراق کا دورہ کیا تو مشہور قادیانی اخبار الفضل نے لکھا:۔

”یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ خدا ملک گیری اور جہانبانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔“ (الفضل قادیان، جلد ۲ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

”ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہباً بلحاظ ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اپنے مذہبی نقطہ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنے سلطان و بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں۔ پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلیفہ ثانی ہیں اور ہمارے سلطان و بادشاہ۔“ (اخبار الفضل جلد ۷ نمبر ۸ م، مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۰۹ء)

”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق، عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۲، مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

”موجودہ ترکی کی حکومت اسلام کے لئے مفید ثابت ہونے کے بجائے مضر ثابت ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنی بداعمالی اور بدکرداری کے باعث مٹتی ہے تو مٹنے دو۔“

(الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۷، مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء)

”بہرحال واقعات اب بتلاتے ہیں کہ (ترکان) آل عثمان کا ستارہ اقبال اب غروب ہونے کے قریب ہے۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۱۱۴، مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء)

انگریزوں کی فتح اور ترکوں کی شکست پر ظالم قادیانیوں نے قادیان میں خوشی سے لبریز ہو کر چراغاں کیا۔ حوالہ ملاحظہ ہو:۔

”۲۷ ماہ نومبر کو انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا نماز مغرب کے بعد دارالعلوم اور اندرون قصبہ میں روشنی اور چراغاں کیا گیا جو بہت خوبصورت اور دلکش تھا۔ اندرون قصبہ میں احمدیہ بازار کے دونوں طرف مدرسہ احمدیہ اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ کی عمارتوں پر بے شمار چراغ جلائے گئے۔ اور منارۃ المسیح پر گیس کی روشنی کی گئی جس کا نظارہ بہت دلفریب تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان مسیح موعود کے مکانات پر بھی چراغ روشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ تمام احمدی احباب نے اپنے اپنے مکانات پر خوب روشنی کی۔ جس سے محلوں میں خاص رونق اور خوشنمائی پیدا ہو گئی۔ دارالعلوم میں بورڈنگ ہاؤس اور ہائی سکول کی شاندار عمارت کے بلند ترین پیش طاق کو چراغوں سے نہایت عمدگی سے سجایا گیا اور ساری عمارت کے طول و عرض کو بہت خوبی کے ساتھ روشن کیا گیا۔ دوسرے مکانات پر بھی روشنی کا عمدہ انتظام تھا۔ غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی۔ یہ پرلطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت موثر اور خوشنما تھا اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی ہے جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے۔ کیونکہ روشنی کے ذریعہ خوشی کا اظہار کرنے میں ایسے لوگوں نے بھی خوشی حصہ لیا جو موجودہ گرانی اور قحط سالی کے موسم میں نہایت تنگ دستی سے گزر اوقات کرتے ہیں۔ روشنی رات کے ایک بڑے حصہ تک ہوتی رہی۔ جس کی رونق لوگوں کی چہل پہل سے دوبالا تھی۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۴۱، مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

مزید زہر افشانی سنئے:۔

”اب بھی اگر بادشاہ یا حکومت کی کوئی تقریب ہو اور وہ کہے کہ چراغاں کرو۔ تو ہم کریں گے کیونکہ حکومت کی عزت ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور ایسا کر دینے سے ہمارا خدا بھی خوش ہو گا اور حکومت بھی۔“

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۔ نمبر ۲۸۹۔ مورخہ ۱۴ ار دسمبر ۱۹۳۹ء)

یہ تھے فرنگی سامراج اور مرزا قادیانی کے بڑوں کے محبت بھرے تعلقات جنہیں مرزا قادیانی اپنی حیات کفریہ میں خوب نبھاتا رہا اور آج بھی اس کی ناپاک ذریت ان دیرینہ تعلقات کو مضبوط اور مستحکم رکھے ہوئے ہے۔

اب ہم مرزا قادیانی کی اصل کہانی کی طرف واپس آتے ہیں۔

مرزا قادیانی انگریز ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں بطور اہل مد پندرہ روپے ماہوار پر ملازم تھا۔ اس کی مدت ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء ہے۔

۱۸۶۸ء کے لگ بھگ ایک عرب محمد صالح سیالکوٹ میں آیا۔ روایت کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس حرمین شریفین کے بعض مفتیان کرام کا ایک فتویٰ تھا۔ جس میں ملک ہندوستان کو دار الحرب ثابت کیا گیا تھا۔ انگریزی مخبروں نے محمد صالح کو گرفتار کرا دیا۔ محمد صالح پر دو الزامات لگائے گئے۔ ایک ایمی گریشن کی خلاف ورزی اور دوسرے برطانوی حکومت کے خلاف جاسوسی۔ سیالکوٹ کے یہودی ڈپٹی کمشنر پارکنسن (Parkinson) کے ذمہ اس مقدمہ کی تفتیش لگی۔ وہ ان تمام لوگوں کو گرفتار کرنا چاہتا تھا جن کے محمد صالح کے روابط تھے۔ دوران تفتیش ایک ایسے شخص کی ضرورت پیش آئی جو عربی کے مترجم کے طور پر کام کر سکے۔ یہ خدمت خاندانی غدار مرزا قادیانی نے ادا کی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پارکنسن کے دل میں اپنی قدر بٹھا گیا۔

دوران ملازمت سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے مرزا قادیانی کا گہرا یارانہ ہو گیا۔ دونوں میں گفتگو کی طویل نشستیں ہوتیں اور بڑی رازدارانہ باتیں کرتے۔ ایک دن پادری بٹلر نے ڈپٹی کمشنر سے ایک لمبی ملاقات کی اور انگلستان چلا گیا۔ پادری مسٹر بٹلر کے ہندوستان سے روانہ ہونے کے تھوڑے عرصے بعد اس کا جگری یار مرزا قادیانی ملازمت چھوڑ کر قادیان روانہ ہو گیا دونوں کا آگے پیچھے چلے جانا کسی خطرناک منصوبے کی نشاندہی کر رہا تھا بٹلر دراصل ہندوستان کی سنٹرل انٹیلی جینس کا ایک اہم رکن تھا اور وہ سیالکوٹ میں ایک پادری کے روپ میں کام کر رہا تھا۔ مرزا قادیانی اور ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر کے اس کا فوراً انگلستان جانا اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ بٹلر دعویٰ نبوت کے لئے مرزا قادیانی کا انتخاب کر گیا ہے۔ وفد کی پیش کردہ رپورٹ کی روشنی میں گورنر پنجاب نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ کمیشن کی رپورٹ میں مذکورہ شخص کا انتخاب کرے۔

برطانوی ہندوستان کے سنٹرل انٹیلی جینس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لئے طلب کیا تھا تاکہ ان میں سے کسی ایک کو نبوت کا مدعی بنا کر اپنے مقاصد حاصل کئے جائیں۔ ان میں سے تین فیل ہو گئے اور مرزا قادیانی پاس ہو گیا اور جھوٹے نبی کی حیثیت سے اس مردود کا انتخاب ہو گیا۔

پادری بٹلر اور مرزا قادیانی کے مابین ہونے والی ملاقاتوں سے قادیانی بھی انکار کی جرأت نہیں کر سکتے مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

”ریورنڈ بٹلر ایم۔ اے جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتے تھے اور جن سے حضرت صاحب کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے۔ جب ولایت واپس جانے لگے تو خود کچہری میں آپ کے پاس ملنے کے لئے چلے آئے اور جب ڈپٹی کمشنر نے پوچھا کس طرح تشریف لائے تو ریورنڈ مذکور نے کہا صرف مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے اور جہاں آپ بیٹھے تھے وہیں سیدھے چلے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے۔

(سیرت مسیح موعود ص ۱۵ مصنفہ مرزا محمود احمد)

اپنے ایک خطبہ میں مرزا محمود نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا:۔

”اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب سے ملنے کے لئے خود کچہری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لئے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء)

فرنگی کا بچہ جمورا مرزا قادیانی نبی بن بیٹھا اور اپنے آقا کے حکم کے مطابق اسلام کے بنیادی عقیدہ ”جہاد“ کو حرام قرار دے دیا۔ جبکہ نبی نے تو امت میں جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ساری زندگی وقف کر دی تھی۔ لیکن جھوٹے نبی نے جذبہ جہاد کو قتل کرنے کیلئے اپنے سارے وسائل میدان میں جھونک دیئے۔ اور تنسیخ جہاد کے نغمے الاپنے لگا۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال!
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے!!
دین کیلئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے۔
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹ مصنف مرزا قادیانی)

”آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے“

(خطبہ الہامیہ مترجم ص ۲۸۔۲۹ مصنف مرزا قادیانی)

”گورنمنٹ انگلشیہ خدائی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے برکت کا حکم رکھتی ہے۔ خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے“

(شہادت القرآن ضمیمہ ص ۱۲۔ ۱۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

”بعض احمق نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے“ (مرزا قادیانی کی کتاب شہادت القرآن کا ضمیمہ بعنوان ”گورنمنٹ کی توجہ کے لائق“ ص ۳۰ منقول از اخبار

باقی ص ۲۶ پر

مکتوبِ فیصل آباد

از: مولوی فقیر محمد

ربوہ کے قادیانی غیر مسلموں کو آنجہانی مرزا قادیانی کو نبی ماننے کی سزا مل رہی ہے

روزنامہ "مساوات" میں شائع شدہ مکتوب کا جواب

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ مساوات لاہور!

سلام مسنون!

آپ کے اخبار میں مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۹۲ء کو "ربوہ کے شہریوں کو کس جرم کی سزا مل رہی ہے" کی سرخی کے ساتھ نوٹ ع سرول کا مکتوب ربوہ شائع ہوا تھا جو ۱۸ مارچ ۱۹۹۲ء کو دوبارہ شائع کیا گیا ہے جس سے قادیانی غیر مسلموں کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔ جو افسوسناک ہے۔ اور اس مکتوب میں قادیانی غیر مسلموں کیلئے جعلی مگرمچھ کے آنسو بہائے گئے ہیں جبکہ اصل حقیقت یہ ہے:

کہ انگریز سامراج نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جہاد کو حرام قرار دینے کے لئے قادیان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ سے ایک وفادار شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا تھا جس نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا تھا اس طرح انگریز نے سیاسی مطلب براری کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو سرکاری نبی بنا کر اس کا تحفظ کیا تھا مرزا قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ بھارت میں جماعت کی بنیاد رکھی اور بیعت لینے کا کام شروع کیا اور ایک غلطی کا ازالہ کے مطابق ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو خود جعلی محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی ہیضہ دستوں کے مرض میں مبتلا ہو کر ٹٹی میں مر گیا اور اس کی لاش کو انگریز سامراج اپنی حفاظت میں ریل گاڑی کے ذریعہ لاہور سے قادیان لے جا کر زمین میں دبا دیا گیا آنجہانی ہونے کے بعد قادیان میں منارۃ المسیح بنایا گیا۔

ہندوستان کے تمام فرقوں کے علماء کرام نے انگریز کے خلاف بھرپور جہاد کیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کو سپرد خاک کیا جس کے لئے عظیم جانی اور مالی قربانیاں دی گئیں اور انگریز کو ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو رمضان المبارک ۲۷ ویں رات شب قدر کو اپنا بستر بوریا باندھ کر لندن بھاگنے پر مجبور کر دیا اور قائد اعظم محمد علی جناح کی سربراہی میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔

ہندوستان کی تقسیم کے نقشہ میں ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ جس میں قادیان شامل تھا پاکستان میں شامل ہو گئی تھی جس کے خلاف قادیانیوں مرزائیوں نے ظفر اللہ خان قادیانی کی معرفت انگریز وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو ایک درخواست دی تھی کہ قادیانی الگ قوم ہیں اس لئے ان کی مردم شماری کرائی جائے جس پر قادیانی دو فیصد پائے گئے اور ۴۹ فیصد ہندو تھے دو فیصد قادیانی شامل ہو گئے اور ۵۱ فیصد ہونے پر بٹالہ کی تحصیل ہندوستان میں شامل کر دی گئی اس طرح قادیانی ایک الگ اقلیت بن گئے اور ہندوستان کو کشمیر تک رسائی حاصل کرنے میں قادیانیوں نے اہم کردار ادا کیا تھا کیونکہ مرزا قادیانی کے ایک الہام کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں واقع ہے اگر کشمیر پاکستان میں شامل ہو جاتا تو قادیانی مرزا غلام احمد کا یہ الہام بھی جھوٹ ہو جاتا جبکہ سری نگر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی قبر نہیں ہے دوسرے بے شمار جھوٹے الہاموں کی طرح یہ الہام بھی سفید جھوٹ ہے اس کے بعد قادیانی مرزا محمود مرتد غیر مسلم کی قیادت میں پاکستان آ گئے اور کلیم جھوٹے دے کر جائیدادیں حاصل کر لیں جبکہ قادیان بھارت کی تمام جائیداد بھی قادیانی جماعت کے پاس رہی۔ بعد ازاں ۲۲ جون ۱۹۴۸ء کو انگریز گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی نے اپنے خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد کو ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ کے قصبہ چھنی کھچی میں ۱۰۳۳ ایکڑ ۷ کنال ۸ مرلے جگہ الاٹ کی جو ایک آنہ مرلہ یعنی ۱۰۳۴۰/- روپے کے عوض پہاڑیوں کے درمیان دریائے چناب کے کنارے جہاں پہاڑ سے مراد ٹیلہ اور دریائے چناب کے پانی سے مراد ستھرا پانی دی تھی جس کا نام قادیانیوں نے ربوہ رکھا اور اپنی الگ ریاست بنائی اور اسرائیل کی طرز پر وزارتیں نظارتیں بنائیں اور مرزائیوں کے سوا دوسرے کسی مسلمان کو آباد ہونے پر پابندی لگا دی چونکہ ظفر اللہ خان قادیانی نے قائد اعظم محمد علی جناح کا جنازہ نہیں پڑھا تھا اور خود کو غیر مسلم کہا تھا اس کے بعد مرزا محمود مر گیا تو اس نے اپنی قبر جو قادیانیوں کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں ڈبل فصیل کا ایک الگ احاطہ ہے یہ کتبہ لگوایا تھا کہ جب حالات سازگار ہوں میری لاش نکال کر قادیان بھارت میں دفن کی جائے اس طرح قادیانی جماعت اکھنڈ بھارت کی قائل ہے۔ چونکہ قیام پاکستان کے بعد فوج اور سول محکموں میں تمام کلیدی اسامیوں پر قادیانیوں نے قبضہ کر لیا تھا اور وہ اپنی حکومت کے خواب دیکھ رہے تھے جس کے خلاف ۱۹۵۳ء اور ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قادیانیوں کے خلاف بڑی تحریکیں چلائی گئیں جن میں ہزاروں فدایان ختم نبوت نے اپنی جانیں قربان کیں جس کے نتیجہ میں پاکستان کے آئین میں ترمیم کی گئی اور قومی اسمبلی کی متفقہ قرارداد

پر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی مرزائی لاہوری مرزائی گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا جس کے بعد قادیانیوں نے خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کرتے ہوئے ووٹ نہ بنائے اس لئے ربوہ ٹاؤن کمیٹی کے انتخابات میں حصہ نہ لے سکے اور آج تک ووٹ نہ بنانے کی وجہ سے جان بوجھ کر ربوہ میں بلدیہ کے انتخابات میں حصہ نہیں لیتے ہیں۔

ربوہ اور پاکستان کے دیگر شہروں میں رہنے والے قادیانی غیر مسلموں نے اپنی اسلام دشمن اور غیر قانونی سرگرمیوں میں بہت اضافہ کر دیا اور مسلمانوں کو مشتعل کرنا شروع کر دیا جس پر ۱۹۸۴ء میں پھر تحریک چلائی گئی اور ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت قادیانیوں مرزائیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی اور مرزائیوں کو خود کو مسلمان ظاہر کرنے اور قادیانی مذہب کی تبلیغ و تشہیر کرنے پر تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے زیر دفعہ ۲۹۸۔سی کے تحت تین سال قید با مشقت اور جرمانہ کی سزا مقرر کر دی اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے لکھنے اور مسلمان کی طرح اذان دینے پر بھی زیر دفعہ ۲۹۸۔بی تعزیرات پاکستان یہی سزا نافذ کی اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ۔ امہات المومنین کے القابات استعمال کرنے کی سزا بھی تین سال مع جرمانہ مقرر کر دی گئی جس کی خلاف ورزی پر قادیانیوں کی گرفتاریاں ہوئیں عدالتوں سے سزائیں ہو رہی ہیں اس آرڈیننس کو قادیانیوں نے ہائی کورٹ۔ سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا اور قادیانیوں کی تمام رٹ درخواستیں خارج ہو گئی تھیں اس آرڈیننس کو آٹھویں ترمیم کے ذریعہ آئین کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ جبکہ قادیانیوں کا سربراہ مرزا طاہر احمد آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ۳۰ مئی ۱۹۸۴ء کو بھیس بدل کر چور کی طرح پاکستان سے بھاگ کر لندن اپنے آقاؤں کے پاس پناہ لے چکا ہے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہا ہے اور پاکستان میں قادیانی غیر مسلم آئین اور قانون کی خلاف ورزی کر کے مقدمات بھگت رہے ہیں اور جیلوں میں سزائیں کاٹ رہے ہیں اور قادیانی آئین اور قانون کی خلاف ورزی بند کر کے خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کر کے دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح امن چین کی زندگی بسر کر سکتے ہیں بصورت دیگر وہ لندن چلے جائیں کیونکہ قادیانیوں کا نبی الگ ہے مرنا جینا شادی غمی قبرستان غرضیکہ ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے تو خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بصورت دیگر قادیانیوں کا محاسبہ جاری رہے گا خواہ وہ کہیں بھی چلے جائیں۔

مرزا طاہر، امیر جماعت احمدیہ کے نام کھلا انتباہ!
ایک سال کا نوٹس

اعلیٰ حضرت ظل شیطانی مرزا طاہر قادیانی، بعد بہت سارے لاحول ولاقوۃ پھٹکار، اور خدکی مار کے، اس عاجز بندہ ناچیز حقیر فقیر کے ذریعے بعد حسرت و یاس تم کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ میری اجازت اور حکم کی سرتابی کرتے ہوئے تم نے عوام الناس جو کہ میرا عزیز سرمایہ ہے۔ ان کی خدمت یعنی جہنمی بنانے میں اس قدر کوتاہی اور غفلت برتنا شروع کر دی ہے۔ کہ ملاقات پر پابندیاں۔ انکوائریاں اور تلاشیاں لینے کے بعد ہی کوئی پہنچ سکتا ہے۔ جو میرے مشن کی سراسر خلاف ورزی ہے۔ میرے تم پر اور تمہارے خاندان پر وہ احسانات ہیں کہ جب ہم سب دوزخ میں اکٹھے ہوں گے تو تم پر میرے گرانقدر انعامات آشکارا ہوں گے۔ میں چاہتا تھا کہ جس طرح تمہارے دادا نے میرے مشن کی تائید و تبلیغ میں سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کھلے میدانوں اور صحراؤں میں میرا نام بلند کیا اور پھر آخر کار میری ہی آغوش میں پناہ گزیں ہیں وہ عوام الناس میں گھس کر جو مکھی ساری زندگی لڑتا رہا اور تم جو ہو سات پردوں میں پردہ نشین شراب و کباب غنا اور حسن پرستی میں مشغول۔ دین شیطانی کی خدمت سے انحراف کیے بیٹھے ہو تم یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ دولت و ثروت۔ جاہ و حشم سب میری طرف سے تمہارے باپ دادا کی کارکردگی کے صلہ میں بطور پنشن مل رہے ہیں۔ اب یہ سلسلہ ختم کرنے والا ہوں۔ بطور تاکید و تنبیہ ایک خبیث مسلمان کے ہاتھ سے لکھوا رہا ہوں تاکہ تم سدھر جاؤ ورنہ اس تحریر کو ایک سال کا نوٹس سمجھو۔ لوگوں سے ملو۔ شیطانی کام کو بڑھاؤ۔ تاکہ تمہاری مراعات میں اور زندگی بڑھانے میں مدد کروں۔ ورنہ یقین جانو تمہارا وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے چونکہ میرے مشن میں تمہارے طرز عمل (عوام سے دوری اور ان کے سامنے پرہیزگاری کا لبادہ) سے رکاوٹ پڑ رہی ہے۔ اس لئے تمہیں وارننگ دیتا ہوں کہ مجھ سے کسی قسم کی توقع نہ رکھنا۔ پھر کہتا ہوں کہ چپکے چپکے میری پیروی سے بجائے کھلے عام میرے مشن کی تبلیغ کرو۔ اگر تم نے میری اس تحریر پر توجہ اور دلجمعی سے عمل نہ کیا تو نشانی کے طور پر پہلے میں تمہیں لقوہ کا شکار بناؤں گا۔ بعدہ تمہارے اعصاب ناکارہ ہو جائیں گے اور اس میں کچھ دیر نہیں لگے گی۔ یہ تحریر بطور سند پاس رکھنا۔ تاکہ میری حکم عدولی کی سزا سے تمہارے بعد آنے والے میرے خلیفہ خناس باخبر رہ کر احتیاط سے کام لیں۔

فقط ابلیس ۔ بقلم ایک خبیث مسلمان ۔ بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۹۲ء

بقیہ : آزادیٔ کشمیر

کا مکمل قبضہ حکومت نہ بھی ہو تو کم از کم وہ پاکستانی کشمیر، عوام کی خواہش "عظیم تشکیل پاکستان" بھی پوری نہ ہونے دیں اور وہ قوم پرستوں پر اپنی نوازشوں کے نتیجے میں خود مختار کشمیری ریاست کے روپ میں اپنی سیاسی و انتظامی بالادستی قائم کر کے کشمیر کو قادیانی تحریک کا مرکز بنا لیں کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر میں مدفون ہیں اور قادیانیوں کے بانی مرزا غلام احمد مسیح موعود تھے اس لئے مذہبی جذباتی وابستگی کی بنا پر کشمیر پر ان کا پہلا حق ہے۔

بقیہ : نحود کاشتہ پودا

الفضل قادیان جلد ۲۷ ص ۹۔۲۰ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

"یہی وہ فرقہ (یعنی قادیانی مذہب) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے"۔ (از ریویو آف ریلیجنز ص ۵۳۸۰۵۳۷)

"دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔" (رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ص ۱۲، مصنف مرزا قادیانی)

"اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۷، مصنف مرزا قادیانی)

"سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔"

(ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۱۷۔ مصنف مرزا قادیانی)

"جو شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔ اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیرخواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔" گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ ضمیمہ ص ۷۔

مصنف مرزا قادیانی)

"اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔"

(تحریر مرزا قادیانی مؤرخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۲۶)

"میں نے یہ کتابیں اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بخوبی شائع کی ہیں اس کے علاوہ روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ، بلاد شام، مصر اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا ان کی اشاعت کی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ مجھے اس خدمت پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی کوئی نظیر کوئی مسلمان نہیں دکھلا سکتا۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم مصنف مرزا قادیانی)

"جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۷، مصنف مرزا قادیانی)

بقیہ: داستان ازبلا

میراتو "آپ کی خوشی۔ کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ اچھا صبح گفتگو کے وقت حسب ضابطہ آپ ہمارے ساتھ رہئیے۔"

راہب "ضرور! صبح تو میں کیا اور راہب بھی آپ کی گفتگو سنیں گے۔"

مرتھا "اگر خداوند مسیح نے چاہا تو رات ہی رات میں مقصد حاصل ہو جائے گا اور گفتگو کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔ مرتھا نے یہ جملہ اس انداز سے کہا کہ راہب کے سوا اس کے مطلب کو سب لڑکیاں سمجھ گئیں۔

اس کے بعد مرتھا۔ حنانہ اور میراتو۔ راہب کے ہمراہ تہخانہ سے باہر نکل آئیں اور خانقاہ کے بڑے کمرہ میں پہنچ گئیں اور راہب نے تہخانہ کو پھر مقفل کر دیا۔ کھانا کھانے اور دیگر ضروریات سے فارغ ہو کر میراتو۔ حنانہ اور مرتھا نے پھر ایک دفعہ خانقاہ کی سیر کی اور راہب اور راہبات سے گفتگوئیں کیں۔ خانقاہ کے راہب اور راہبات رات کی ریاضت کے لیے تیاری میں مشغول ہو گئیں۔ اور یہ تینوں سہیلیاں پھر اپنے کمرہ میں آگئیں۔ خانقاہ میں گشت کرنے اور راہبات سے گفتگو کرنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی ایسی راہبہ کا پتہ چلایا جائے جو سب سے زیادہ عابد ہو۔ چنانچہ ایک ایسی راہبہ کا پتہ چل گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رات کے کن اوقات میں وہ مصروف عبادت رہتی ہے۔

اب رات کی ایک پہر گھڑی ختم ہونے کے قریب ہے اور تینوں سہیلیاں خاموشی کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں۔ آتنے میں بڑے کمرہ کا دروازہ کھلا اور وہی پہلا راہب اندر داخل ہوا۔ تینوں سہیلیاں اس کو دیکھ کر سروقد کھڑی ہو گئیں۔ کیونکہ وہ خانقاہ کے تمام راہبوں کا سردار تھا۔ راہب نے آتے ہی اطلاع دی کہ ازبلا کو تہخانہ سے نکال کر آپ کی خدمت میں حسب وعدہ پہنچایا جاتا ہے اور ایک راہبہ کو بھی جلد یہاں بھیج دیا جائیگا۔"

میراتو "آپ کسی ایسی راہبہ کو یہاں بھیجیں جو سب سے زیادہ عابدہ اور شب زندہ دار ہو۔ اور جو حقیقت میں ولیہ بھی ہو۔ کیا اس خانقاہ میں کوئی ایسی راہبہ ہے؟"

راہب "یہاں جتنی راہبات ہیں وہ سب کی سب عابدہ اور خداوند مسیح کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کر رہی ہیں۔ مگر ان میں ایک راہبہ جس کا نام ارقیہ ہے سب سے زیادہ نیک، عابدہ اور صاحب کشف و کرامت ہے۔ اور خاندان کے اعتبار سے بس یہی کہنا کافی ہوگا کہ فرانس کی شہزادی ہے۔ جس نے دولت اور حکومت پر لات مار کر مریم عذرا کی خاطر اپنے آپ کو قربان کر دیا ہے۔"

میراتو "بس ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ ہم کو ایک ایسی ہی راہبہ کی ضرورت تھی۔ جو ہمارے ساتھ عبادت کرے اور ازبلا پر اپنا روحانی اثر ڈالے۔ کیا وہ صاحب کرامت بھی ہیں؟"

راہب "اس کی کرامت کا تو دور دور شہرہ ہے۔ کیا آپ نے اپنے والد میکائیل سے کبھی اس کے متعلق تذکرہ نہیں سُنا؟ بس یوں خیال کیجیے کہ وہ زہر کا پیالہ پی لیتی ہے۔ اور اس کا اثر قبول نہیں کرتی۔ ایک دفعہ اسی خانقاہ میں ایک خوفناک اور زہریلا سانپ آگیا اور ارقیہ کے پاؤں پر گر پڑا۔ یہ میرا چشم دیدہ واقعہ ہے۔"

میراتو "خداوند کا نام بلند ہو! بس تو کام ہو گیا۔ اب آپ تشریف لے جائیے۔ اور ازبلا اور ارقیہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیے۔"

باقی آئندہ

بقیہ: حضرت بلال رضؓ

ساتھ رہے غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے تو آپؓ پر غم و اندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بلال حبشیؓ نے صرف دو مرتبہ اذان دی۔

اسلام نے جس انسانی اخوت اور مساوات کا تصور پیش کیا ہے اس کا ایک نمونہ حضرت بلال حبشیؓ کی ذات تھی حضرت بلالؓ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، حبشی النسل اور سیاہ فام غلام تھے اس دور میں عرب کے تمام قبائل بالخصوص قریش مکہ میں خاندانی عصبیت تھی غلاموں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا مگر چونکہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسانی اقدار کا حامل ہے لہذا حضرت بلال کو اسلامی برادری میں بلند مقام حاصل تھا چونکہ اسلام میں اگر کسی دوسرے انسان کو کسی دوسرے انسان پر فضیلت حاصل ہے تو وہ صرف تقویٰ کی بنیاد ہے رنگ نسل اور شجرۂ نسب اسلام میں کچھ معنی اور حقیقت نہیں رکھتے اسلام میں تو اطاعت خدا اور اطاعت رسولؐ ہی مذہب کی بنیاد ہیں یہی بات، یہی اطاعت اور سبق بلال حبشی کو حضرت بلالؓ کے مقام پر لے گیا۔

حضرت بلالؓ کی زندگی کا ہر لمحہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گزرا اور یہ اسی اطاعت کا صلہ ہے کہ آج ہر زبان محبت سے حضرت بلالؓ کا نام لیتی ہے یہ ہے اطاعت خدا اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صلہ

تحریکِ ختمِ نبوّت سنہ ۱۹۷۴ء

کی ترتیب کے سلسلہ میں رفقاء مدد فرمائیں

- تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی ترتیب و اشاعت و پذیرائی پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ گزار ہیں۔
- اب بحمدہ تعالیٰ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کی ترتیب کا کام شروع ہے
- اس سلسلہ میں اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کے کاز پر کام کرنیوالے احباب، جماعتی رفقاء اور مبلغین ختم نبوت سے بصد ادب درخواست ہے کہ
- تحریک ختم نبوت ۲۹ مئی سے بیکر، ستمبر ۱۹۷۴ء تک تحریک کی کسی بھی قسم کی رپورٹ، خبر، اخباری تراشے، گرفتاریاں و مقدمات، جلسہ جلوس، میٹنگ و پروگرام سے متعلق جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے یا آپکے ذہن میں محفوظ ہے اسے براہ کرم اولین فرصت میں ہمیں بھجوائیں آپکے ایک ایک حرف و جملہ کے ہم محتاج ہیں۔
- یہ ایک عظیم و ضخیم تاریخ ہے جسے قلمبند کرنا ہم سب کا قومی فریضہ ہے۔
- اس سے سبکدوش ہونے کیلئے آج ہی توجہ فرمائیں تاکہ اسے خوبصورت طور پر ترتیب دیکر کتاب کا حصہ بنایا جائے۔
- جون کے آخر تک کا ہر لمحہ آپ حضرات کی توجہات عالیہ کیلئے انتظار میں گزرے گا۔ اس کے بعد کیلئے پیشگی معذرت ابھی سے نوٹ فرمالیں۔
- ہمیشہ کتاب کے شائع ہونے کے بعد بعض دوست شاکی۔ اور بعض کف افسوس ملتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز رہ گئی ابھی توجہ فرمائیں مقررہ تاریخ تک ل جانے کی صورت میں شامل نہ ہو تو ہم جوابدہ ہوں گے۔ بعد میں آپنے بھجوایا تو ابھی سے اس کی ذمہ داری قبول فرمانے کیلئے آپ اخلاقی طور پر تیار رہیں۔
- جماعتی مبلغین و رفقاء جس کسی بزرگ کے پاس اس قسم کی معلومات حاصل ہونیکی اُمید رکھتے ہوں ان کو متوجہ فرمائیں اور انٹرویو لیکر روانہ فرمائیں تاکہ ہمہ قسم کی ہمہ جہت رپورٹنگ سے کتاب مزین ہوسکے۔
- رپورٹنگ و معلومات بہم پہنچانے کے لیے کسی بھی مسلک کے کسی بھی ساتھی کے تعاون کے طلب گار ہیں۔ جس طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اُمت کے تمام مسلمانوں کے لیے سرمایہ و اصل ایمان ہے اسی طرح ہر شخص کی قربانی کی رپورٹ میسر ہونے پر کتاب میں شامل کرنے کے متمنی ہیں اُمید ہے کہ بھرپور توجہ فرمائیں گے۔

طالب دُعا
عزیز الرحمٰن جالندھری
جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ کیلئے (مولانا) اللہ وسایا دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان - پاکستان
فون نمبر: ۴۰۹۳۸